تفسیر ضیاء القرآن کا منہاجیاتی مطالعہ

A Case study of Tafseer zia ul Quran

ڈاکٹر ضیاء الرحمن *

نوید الطاف خان **

Abstract.

M.Karam Shah Al-Alzhari stands prominent amongst the religious scholars of his age. He took full advantage of the chance bestowed upon him from ALLAH [s.w.t] by adding his TAFSEER Zia-ul-Quran among some of the best Tafaseer in Urdu religious literature. Like the author of the Tafsser, itself holds a unique and auspicious status in the history of Urdu Tafssers.

The excruciating pain that Peer Karam Shah Al-Azhari felt for the Ummah developed a devotion, conviction and enthusiasm in his work. Due to this perseverance the Tafseer helps its reader to explore convincing, fascinating and spellbinding realities concealed in the Holy Quran. This Tafseer not only fulfills the religious needs of a Muslim but also perfectly follows the lexical and grammatical wants of the language. Tven tough the Tafseer is highly ranked in the intellectual circles yet it is simple, unpretentious and pleasurable to read.

The author wrote this Tafseer on pure scholarly basis by making strong yet elegant arguments for his religious thoughts. Thus even his scholarly rivals may benefit from his work without any harsh feelings. The very target of this tafseer is that Quran is the book of guidance for all humanity. The author in his own style not only convinces the reader to read and understand the true concept of the message sent by ALLAH, but also sways the reader to judge his own self on the scale set for the virtue by ALLAH HIMSELF. In this critical and analytical study of the Tafseer will bring the methodology of the Tafseer to the limelight along other precious information about rules and regulations of recitation of Quran. The author have shown his genuine, earnest and devoted love for the Holy Prophet [ﷺ]. This love, affection and devotion of the author undoubtedly leaves and impression on the readers mind.

The author, first of all, took the Holy Quran itself as the basic source of the Tafseer. Along the Holy Quran, the author took help from the life and Sunnah of the holy prophet. He also mentioned the opinions of the Sahaba companions and Tabeen successors whenever and wherever needed. The author is a convinced follower of the Hanafi school of thought in Islamic law and the legal study of the Holy Quran, thus strongly presented his opinion in the Tafseer. The author's grip on the Quranic science can be determined by the detailed introduction, reason of revelation and the full picture for the title of each Surah given at the opening of each Surah after exhausting efforts made by him. He also mentioned some Israelite narration on their proper occasion to explicitly elucidate the subject of the matter in some cases of the Holy Quran.

In short, this work is according to the necessities and demands of the era which provides a sufficient guidance in the field of modern tafseer.

....

* اسسٹنٹ پروفیسر، دعوۃ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد

** لیکچرر، دعوۃ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد

تفسیر ضیاء القرآن کا شمار ان وقیع تفاسیر میں ہوتا ہے جن کی تکمیل کے بعد ایک طرف تو ان کو قبول عام حاصل ہوا اور دوسری طرف ان تفاسیر پر تبصرے تنقید اور علمی تحقیقات کا دروازہ کھل گیا، اہل علم نے دیگر معاصر ممتاز تفاسیر کی طرح ضیاء القرآن پر بھی بھرپور تبصرے کیے ہیں۔

تفسیر ضیاء القرآن موجودہ دور کے تقاضوں اور ضروریات کو پیش نظر رکھ کر ایک عالم باعمل نے تصنیف کی ہے اور حالاتِ حاضرہ کے مطابق اس میں تفسیر بالماثور اور قرآنی تعلیمات کے مطابق مسائل کا حل پیش کیا گیا ہے۔

صاحب تفسیر جناب پیر محمد کرم شاہ الازہری اپنے زمانے کے بڑے عالم اور فقیہ تھے آپ عملاً قضاء کے منصب پر فائز رہے اور ایک عرصے تک مملکت خداداد پاکستان کی موقر عدالت کے جج رہے۔ اس لحاظ سے ان کی تفسیر موجودہ زمانے میں امت کو بہترین رہنمائی فراہم کرتی ہے البتہ ضیاء القرآن فقہی مکتب فکر کے لحاظ سے حنفی فقہ کی نمائندہ تفسیر کا درجہ رکھتی ہے، جس میں دیگر مکاتب فکر کی آراء کو زیادہ جگہ نہیں دی گئی۔

زیر نظر مقالے میں اس بات کی کوشش کی گئی ہے کہ اس تفسیر کا منہاجیاتی مطالعہ کیا جائے اس کے مقام و مرتبے علمی معیار اور اسلوب پر اس سے قبل لکھا جا چکا ہے، اور لکھا جارہا ہے۔ یہاں اس بات کی وضاحت بطور خاص کی جارہی ہے کہ صاحب تفسیر نے اس تفسیر میں ایسے کون سے خاص اور امتیازی نکات اٹھائے ہیں جن کی طرف بالعموم دیگر مفسرین نے زیادہ توجہ نہیں دی، تفسیر ضیاء القرآن جن نکات کو اجاگر کرتی ہے یا جن پر زیادہ ترکیز کرتی ہے وہ درج ذیل ہیں:

عربی لغت سے استفادہ، جامعیت اور دلالت لفظ کی رعایت، ہر سورت کے آغاز میں اس سورت کا تعارف، قدیم اور جدید تفاسیر کا امتزاج، تفسیر میں سیرت النبی ﷺ کا خصوصی اہتمام فتنہ انکار سنت اور تفسیر ضیاء القرآن، تفسیر ضیاء القرآن میں جھاڑ پھونک کے متعلق عقیدے کی وضاحت، تفسیر ضیاء القرآن میں اذکارِ مسنونہ اور اوراد کا اہتمام

یہ ایسے نکات ہیں کہ یا تو دیگر معاصر مفسرین نے ان کا اہتمام نہیں کیا یا اس پر زیادہ ترکیز نہیں کی، نیز ضیاء القرآن کے اسلوب سے متعلق لکھنے والے محققین نے بھی ان نکات کو اجاگر نہیں کیا، اس لیے مذکورہ بالا نکات کو بطور خاص مثالوں سے واضح کیا جائے گا تاکہ اس تفسیر کی انفرادیت اور امتیاز کے بارے میں وضاحت ہو سکے۔

صاحب تفسیر کا تعارف

صاحب تفسیر ضیاء القرآن محمد کرم شاہ کی پیدائش 21 رمضان المبارک 1336ھ بمطابق یکم جولائی 1918ء سوموار بھیرہ شریف ضلع سرگودھا میں ہوئی، جد امجد پیر میر شاہ نے آپ کا نام محمد کرم شاہ رکھا، آپ کی کنیت ابو الحسنات اور لقب ضیاء الامت ہے۔ آپ کا شجرۂ نسب بائیس واسطوں سے حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ سے جاملتا ہے، جبکہ آپ کی کنیت آپ کے بڑے صاحبزادے اور موجودہ سجادہ نشین پیر محمد امین الحسنات شاہ کے نام سے منسوب ہے۔ [1]

- ابتدائی تعلیم کا آغاز حسب روایت قرآن کریم سے ہوا آپ نے براہ راست اپنے والد بزگوار اور دیگر بزرگوں سے ابتدائی تعلیم حاصل کی، جن میں زیادہ معروف نام، حافظ دوست محمد، حافظ مغل، اور حافظ بیگ ہیں۔

حضرت مولانا محمد قاسم بالاکوٹی سے فارسی کتب، مولانا عبدالحمید سے صرف و نحو اور منطق وغیرہ میں استفادہ کیا۔ 1941ء میں اورئنٹیل کالج لاہور میں داخلہ لیا اور فاضل عربی میں پنجاب بھر میں پہلی پوزیشن کے ساتھ فاضل عربی کا امتحان پاس کیا۔ 1942ء سے 1943ء تک مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی کے ہاں سے بعض دیگر کتب بھی پڑھیں [2]

1945ء میں جامعہ پنجاب سے بی-اے کرنے کے بعد درس و تدریس سے منسلک ہوئے اور ستمبر 1951ء میں جامعہ الأزہر الشریف میں داخلہ ہو گیا۔ وہیں مصر ہی میں جامعہ قاہرہ سے ایم اے کا امتحان امتیازی پوزیشن میں پاس کیا اور تقریباً ساڑھے تین سال میں جامعہ الازہر سے ایم فل مکمل کیا۔

دارالعلوم محمدیہ غوثیہ کی نشاۃ ثانیہ

مصر سے واپس تشریف لا کر آپ نے دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ کی نشاۃ ثانیہ میں اہم کردار ادا کیا اور جدید و قدیم علوم کے حسین امتزاج کے ساتھ دارالعلوم کے لیے نصاب سازی کی، جس کی وجہ سے دارالعلوم کو خواص و عوام میں ایسی پذیرائی حاصل ہوئی کہ اس وقت دارالعلوم محمدیہ غوثیہ کی شاخیں پاکستان، برطانیہ، یورپ سمیت دنیا کے مختلف ممالک میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اس ادارہ کے فارغ التحصیل علماء بھی پوری دنیا میں دین اسلام کے اجالے پھیلا رہے ہیں۔ [3]

عدالتی امور کی انجام دہی: 1981ء میں 63 سال کی عمر میں وفاقی شرعی عدالت کے جج مقرر ہوئے اور 16 سال تک اس فرض کی پاسداری کرتے رہے۔ آپ نے متعدد تاریخی فیصلے کیے جو عدالتی تاریخ کا حصہ بن چکے ہیں [4]۔

تصانیف: پیر محمد کرم شاہ رحمہ اللہ نے متعدد کتب اور علمی مقالات تحریر کیے، جو امت کے لیے ایک ضیاء کی حیثیت رکھتے ہیں، ان کی جن کتابوں کو اس قدر قبول عام حاصل ہوا کہ یا تو کسی ادارے کے نصابی کورس میں شامل ہو گئیں یا بارہا چھپتی جارہی ہیں وہ درج ذیل ہیں:۔

- ضیاء القرآن: تفسیر القرآن کے موضوع پر اہم کتاب ہے جس پر تفصیل سے روشنی ڈالی جائے گی۔
- ضیاء النبی، سیرت النبی پر لکھی جانے والی یہ کتاب سات جلدوں پر مشتمل ہے اور اس کا انگریزی میں ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔
- سنت خیر الانام: یہ کتاب سنت اور حدیث کی اہمیت اور حجیت کے موضوع پر لکھی گئی ہے۔ جامعۃ الازہر میں دورانِ تعلیم تالیف کی گئی اور بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کے نصاب میں شامل ہے۔ [5]

اعزازات: ستارہ امتیاز حکومت پاکستان نے 1980ء میں آپ کی علمی و اسلامی خدمات کے اعتراف میں اعزاز سے نوازا

- نوط الامتیاز مصر کے صدر حسنی مبارک نے 6مارچ 1993ء میں دنیائے اسلام کی خدمات کے صلے میں دیا۔
- سند امتیاز حکومت پاکستان اور حکومت آزاد کشمیر نے 1994ء میں سیرت کے حوالے سے آپ کی گراں قدر خدمات کے اعتراف یہ میں اعزاز دیا۔
- الدرع الفخر یڈاکٹر احمد عمر ہاشم نے جامعہ الازہر کا یہ سب سے بڑا اعزاز آپ آپ کی اعلیٰ صلاحیتوں اور آپ کی گرانقدر دینی خدمات کے اعتراف میں آپ کو پیش کیا[6]

وفات: 9ذوالحجۃ 1418ھ بمطابق 7اپریل 1998ء بروز منگل رات طویل علالت کے بعد آپ کا وصال ہوا۔ آپ کے وصال پر پورے عالمِ اسلام نے جس محبت وعقیدت کا اظہار کیا وہ ایک ضرب المثل بن گیا۔

تفسیر ضیاء القرآن کے اہداف ومقاصد

اگرچہ اُردو زبان میں اس وقت تک قرآنِ حکیم کی بہت سی تفاسیر منصۂ شہود پر آچکی ہیں، جو کہ علم وبصیرت کا بیش بہا سرمایہ ہیں۔ تفسیر ضیاء القرآن اس عظیم علمی سرمایہ میں ایک اضافہ ہے۔ تفسیر کے عمیق مطالعے سے یہ عقدہ حل ہوتا ہے کہ صاحب تفسیر نے بے شمار اہم تفاسیر کے ہوتے ہوئے یہ عظیم کام کیوں سرانجام دیا اور جن اہداف کو پیش نظر رکھ کر یہ کام کیا گیا ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں

☆ امت مسلمہ کے منتشر شیرازے کو متحد کرنے کی سعی

امت مسلمہ کے اتحاد کے بارے میں ذکر کرتے ہوئے پیر صاحب مقدمہ تفسیر میں رقم طراز ہیں: ایک بڑی دلخراش اور روح فرسا حقیقت ہے کہ مرور زمانہ سے اس امت میں بھی افتراق و انتشار کا دروازہ کھل گیا جسے واعتصموا بحبل اللہ جمعیا ولا تفرقوا اور سب مل کر اللہ کی رسی کو مظبوطی سے تھام لو اور تفرقہ بازی می نہ پڑو کا حکم دیا گیا تھا یہ امت بھی بعض خود غرض اور بدخواہ لوگوں کی ریشہ دوانیوں سے متنازع گروہوں میں بٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی اور جذبات میں آئے دن کشیدگی اور تلخی بڑھتی ہی چلی جارہی ہے۔ اس پراگندہ شیرازہ کو یکجا کرنے کا یہی طریقہ ہو سکتا ہے کہ انہیں قرآن حکیم کی طرف بلایا جائے اور اس کی تعلیمات کو نہایت شائستہ اور دلکش پیرایہ میں پیش کیا جائے۔ پھر ان کی عقل سلیم کو اس میں غور وفکر کی دعوت دی جائے۔ ہمارا اتنا ہی فرض ہے اور ہمیں یہ فرض بڑی دل سوزی سے ادا کرنا چاہیے اس کے بعد معاملہ خدائے برتر کے سپرد کر دیں۔ وہ حی وقیوم چاہے تو انہیں شبہات اور غلط فہمیوں کی دلدل سے نکال کر راہ ہدایت پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز۔[7]

☆ قرآن کریم کو بطور کتاب ہدایت پیش کرنا

قرآن مجید اصل میں کتاب ہدایت ہے جو کہ انسانیت کو رہنمائی فراہم کرتی ہے لیکن دور حاضر میں قرآن مجید کے اس پہلو کو نظر انداز کر کے اس کو محض رسمی عقیدت تک محدود کر دیا گیا ہے۔ لہٰذا تفسیر ضیاء القرآن کا پہلا ہدف اسی بات کو ثابت کرنا ہے کہ قران مجید ایک کتاب ہدایت ہے، مقدمہ میں پیر صاحب رقم طراز ہیں کہ: اس ناچیز کے نزدیک قرآن کا سب اہم پہلو یہ ہے وہ کتاب ہدایت ہے۔ اس کے نازل کرنے والے نے بارہا اس کا تعارف اس قسم کے کلمات سے کرایا ہے۔ ہٰذا بیان للناس وھدی و موعظة للمتقین آج ہمیں قرآن مجید کے اس پہلو پر زیادہ سے زیادہ توجہ دینی چاہیے لیکن شومئ تقدیر ملاحظہ ہو آج قرآن کا یہی پہلو متروک اور مھجور ہے۔[8]

☆ قصص القرآن کے نتائج وعبر کے ذریعے با مقصد زندگی کا تعین کرنا

قرآن مجید میں بیان کیے گئے گزشتہ قوموں کے واقعات کا مقصد اور ان کے نتائج وعبر کو مؤثر سبق آموز انداز میں بیان کرنا تفسیر کے اہم اہداف میں سے ہے تفسیر ضیاء القرآن کے مطالعہ سے اس کی بخوبی تصدیق ہو جاتی ہے صاحب تفسیر اس کے مقدمے میں ہی رقمطراز ہیں: ہم اکثر بگڑی ہوئی قوموں کے حالات اور ان کے حسرت ناک انجام کے متعلق قرآن میں پڑھتے ہیں اور ایک لمحہ توقف کیے بغیر آگے نکل جاتے ہیں۔ ہم یہ زحمت کم گوارا کرتے ہیں کہ اپنے اعمال کا موازنہ ان برباد شدہ قوموں کے اعمال سے کریں اور یہ سوچیں کہ کہیں ہم بھی انہیں نافرمانیوں کا شکار تو نہیں اور اگر خدانخواستہ ہیں تو اپنے انجام کی ہولناکیوں سے غافل کیوں ہیں؟ کیا مکافات عمل کا قانون، قدرت کا اٹل قانون نہیں؟ کیا ہم نے یہ نہیں پڑھا کہ ولن تجدلسنة اللہ تحویلا۔[9]

☆ امت کو قرآن کی روشنی میں اپنا محاسبہ کرنے کی طرف راغب کرنا

صاحب تفسیر اس پہلو کو یوں بیان فرماتے ہیں کہ: میں نے ہر ایسے موقع پر کوشش کی ہے کہ مطالعہ کرنے والے کے وجدان کو جھنجھوڑوں اور اسے اپنا محاسبہ کرنے کی رغبت دلاؤں تاکہ وہ اپنی جنسِ عمل کو اسلام اور قرآن کے مقرر کیے ہوئے ترازو میں تولے اور اسی کی کسوٹی پر پرکھے تاکہ اسے اپنے متعلق کوئی غلط فہمی یا اشتباہ نہ رہے اور اگر اس کا قدم جادۂ حق سے پھسل گیا ہے تو وہ سنبھلنے کی بروقت کوشش کرے۔[10]

☆ دور حاضر میں امت کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف متوجہ کرنا

صاحب تفسیر تمام مسلمانوں کو ان کی ذمہ داریوں کے حوالے سے ایک دردمند ناصح کے انداز میں فرماتے کہ: "قرآن کریم نے اپنے ماننے والوں کو ایک واضح اور مکمل ضابطہ حیات بھی عطا کیا ہے اور یہ ضابطہ اتنا ہی وسیع ہے جتنی زندگی اپنے بو قلموں تنوع کے ساتھ وسیع ہے بلکہ بلا مبالغہ اس سے بھی وسیع تر، انسان کیا ہے؟ اس کا تعلق اپنے خالق کے ساتھ اور اس کی مخلوق کے ساتھ کیسا ہونا چاہیے؟ اگر وہ حاکم ہے تو اس کی ذمہ داریاں کیا ہیں؟ اگر وہ رعایا ہے تو اس کے فرائض کی نوعیت کیا ہے؟ اگر وہ

دولت مند ہے تو اس کا طرزِ عمل کیسا ہو اور اگر وہ فقیر و محتاج ہو تو کس طرح باوقار زندگی بسر کر سکتا ہے؟ قرآن نے جو شریعت کاملہ ہمیں دی ہے اس میں ان سوالات کا مکمل جواب موجود ہے۔ اسی لیے عبادات، سیاسیات، معاشیات نظامِ اخلاق وغیرہ تمام امور کو شریعت نے اپنے دامن میں سمیٹا ہوا ہے، قرآن کریم میں جہاں بھی یہ مباحث آئے ہیں میں نے کوشش کی ہے کہ ان کو اس واضح اسلوب میں پیش کیا جائے جسے عصر حاضر کا انسان سمجھ بھی سکے اور قبول بھی کر سکے۔ [11]

بلاشبہ صاحب تفسیر نے قرآن مجید کی اس تفسیر میں زندگی کے تمام مباحث پر مدلل اور دلپذیر بحث کی ہے اور ہر مسئلہ کو نہایت سادہ، آسان اور دلنشین انداز میں بیان کیا ہے اور دورِ حاضر کے انسان کو کائنات اور زندگی کے مشکل ترین مراحل پر دلجمعی سے غور و فکر کرنے کی کامیاب دعوت دی ہے۔

☆ اختلافِ امت کا حل پیش کرنا

امت کے انتشار میں پیر محمد کرم شاہ نے جس بات پر سب سے زیادہ پریشانی کا اظہار فرمایا پھر انتہائی دردمندی کے ساتھ اس کے اسباب اور علاج کی طرف توجہ دی پیر صاحب فرماتے ہیں کہ:

اس باہمی اور داخلی انتشار کا سب سے المناک پہلو اہل السنۃ والجماعۃ کا آپس میں اختلاف ہے جس نے انہیں دو گروہوں میں بانٹ دیا ہے۔ دین کے اصولی مسائل میں دونوں متفق ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی توحید ذاتی اور صفاتی حضور نبی کریم ﷺ کی رسالت اور ختم نبوت، قرآن کریم، قیامت اور دیگر ضروریات دین میں کلی موافقت ہے۔ لیکن بسا اوقات طرزِ تحریر میں بے احتیاطی اور انداز تقریر میں بے اعتدالی کے باعث غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں اور باہمی سوء ظن ان غلط فہمیوں کو ایک بھیانک شکل دے دیتا ہے۔ اگر تقریر و تحریر میں احتیاط و اعتدال کا مسلک اختیار کیا جائے اور اس بدظنی کا قلعہ قمع کر دیا جائے تو اکثر بیشتر مسائل میں اختلاف ختم ہو جائے اور اگرچند۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کہ دونوں فریق عصر حاضر کے سارے تقاضوں سے چشم پوشی کیے آستین چڑھائے، لٹھ لیے ایک دوسرے کی تکفیر میں عمریں برباد کرتے رہیں۔ [12]

ملت اسلامیہ کا جسم پہلے ہی اغیار کے چرکوں سے چھلنی ہو چکا ہے۔ ہمارا کام تو ان خونچکاں زخموں پر مرہم رکھنا ہے ان رستے ہوئے ناسوروں کو مندمل کرنا ہے۔ اس کی ضائع شدہ توانائیوں کو واپس لانا ہے۔ یہ کہاں کی دانش مندی اور عقل مندی ہے کہ ان زخموں پر نمک پاشی کرتے رہیں۔ ان ناسوروں کو اور اذیت ناک اور تکلیف دہ بناتے رہیں۔ [13]

اختلاف امت کے موجودہ فتنے اور انتشار کی دلدوز حالت میں ضیاء القرآن میں جس طرح اس فتنے کے سدباب کے لیے پیر صاحب نے راہنمائی فرمائی آپ کی اپنی تحریر سے اس کا اندازہ باسانی لگایا جا سکتا ہے، وہ فرماتے ہیں: میں نے پورے خلوص سے کوشش کی ہے کہ ایسے مقامات پر افراط و تفریط سے بچتے ہوئے اپنے مسلک کی صحیح ترجمانی کر دوں جو قرآن کریم کی آیات بینات، احادیث صحیحہ، امت کے علمائے حق کے ارشادات سے ماخوذ ہے تاکہ ان نادان دوستوں کی غلط آمیزیوں یا اہلِ

غرض کی بہتان تراشیوں کے باعث حقیقت پر جو پردے پڑ گئے ہیں وہ اٹھ جائیں اور حقیقت آشکارا ہو جائے بفضلہ تعالیٰ اس طرح بہت سے الزامات کا خود بخود ازالہ ہو جائے گا۔ اور ان لوگوں کے دلوں سے یہ غلط فہمی دور ہو جائے گی جو غلط پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر یہ خیال کرنے لگے ہیں کہ واقعی ملت کا ایک حصہ شرک سے آلودہ ہے یا ان کے اعمال اور مشرکین کے اعمال میں مماثلت پائی جاتی ہے العیاذ باللہ۔ خداوند کریم ہمارے حال پر رحم فرمائے اور دلوں کو حسد اور نفرت کے جذبات سے پاک کر کے ان میں محبّت والفت پیدا فرمائے۔ وھو علی کل شی قدیر۔ [14]

تفسیر کا پیرایۂ بیان نہایت شستہ، معتدل اور اثر انگیز ہے۔ فاضل مفسر نے اپنے مسلک کے مخالفین کا ذکر بھی بڑے شائستہ انداز میں کیا ہے کہ تبلیغِ حق میں یہ انداز اختیار کرنا آقائے دوجہاں، خیر الخلائق، سیّد المرسلین، فخر موجودات، ہادی اکرمؐ کی سنت ہے۔

ترجمہ قرآن میں تفسیر ضیاء القرآن کا منہج ترجمہ قرآن کی چند مثالیں

تفسیر ضیاء القرآن کی ایک بڑی خوبی ترجمۂ قرآن ہے۔ ترجمہ کا یہ انداز بے نظیر ہے اور قرآن پاک کی ایک ایک آیت بلکہ ایک ایک لفظ کو سمجھنے کے لیے نعمت غیر مترقبہ ہے، یُوں معلوم ہوتا ہے کہ اس باب میں حق تعالیٰ نے خود پیر صاحب کی رہنمائی فرمائی اور انہیں ایسا عمدہ اور رواں دواں ترجمہ کرنے کی توفیق ارزانی فرمائی یہ ترجمہ فی الحقیقت بامحاورہ اور تحت اللفظ تراجم کا حسین امتزاج ہے۔ نمونہ ملاحظہ ہو:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِه وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ١وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا [15]

اللہ کے ہاں بس شرک ہی کی بخشش نہیں ہے، اس کے سوا اور سب کچھ معاف ہو سکتا ہے جسے وہ معاف کرنا چاہے۔ جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا وہ تو گمراہی میں بہت دور نکل گیا۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ١ اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ١ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْل) [16]

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تمہیں کیا ہو گیا کہ جب تم سے اللہ کی راہ میں نکلنے کے لیے کہا گیا تو تم زمین سے چمٹ کر رہ گئے؟ کیا تم نے آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی کو پسند کر لیا؟ ایسا ہے تو تمہیں معلوم ہو کہ دنیوی زندگی کا یہ سب سروسامان آخرت میں بہت تھوڑا نکلے گا۔

وَ تَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَا اَرَى الْهُدْهُدَ١ اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِيْنَ) [17]

ایک اور موقع پر سلیمانؑ نے پرندوں کا جائزہ لیا اور کہا کیا بات ہے کہ میں فلاں ہدہد کو نہیں دیکھ رہا ہوں؟ کیا وہ کہیں غائب ہو گیا

ہے؟

هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَي الدِّيْنِ كُلِّه وَكفي بِاللّٰهِ شَهِيْدًا)[18]

وہ اللہ ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا ہے تا کہ وہ اس کو پوری جنس دین پر غالب کر دے اور اس حقیقت پر اللہ کی گواہی کافی ہے۔

اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى۔ وَ وَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى)[19]

کیا اس نے نہیں پایا آپ کو یتیم پھر اپنی آغوشِ رحمت میں جگہ دی اور آپ کو اپنی محبّت میں خود رفتہ پایا تو منزل مقصود تک رہنمائی کی۔

تفسیر ضیاء القرآن کے ترجمہ کی خصوصیات

خود صاحب تفسیر ان خصوصیات پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

جو تراجم میری نظر سے گزرے ہیں وہ عموماً دو قسم کے ہیں ایک قسم تحت اللفظ تراجم کی ہے ان میں دقت یہ ہے کہ ان میں وہ زور بیان مفقود ہے جو قرآن کریم کا طرہ امتیاز بلکہ روح رواں ہے۔ دوسری قسم بامحاورہ تراجم کی ہے ان میں دقت یہ ہے کہ لفظ کہیں ہوتا ہے اور ان کا ترجمہ دو سطر پہلے یا دو سطر بعد درج۔۔۔۔۔۔ یہ معلوم نہیں کر سکتا کہ میں جو نیچے لکھا ہوا ترجمہ پڑھ رہا ہوں اس کا تعلق کس جملہ یا کلمہ سے ہے۔ میں نے کوشش کی ہے کہ ان دونوں طرزوں کو اس طرح یکجا کر دوں کہ کلام کا تسلسل اور روانی بھی برقرار رہے اور زور بیاں میں بھی حتی الامکان فرق نہ آئے اور ہر کلمہ کا ترجمہ بھی نیچے مرقوم ہو۔[20]

مزید فرماتے ہیں:

قرآن پاک عربی زبان میں نازل ہوا۔ عربی کا اپنا ادب ہے فصاحت وبلاغت کا اپنا معیار ہے، قواعد اشتقاق نے تو اس کے اندر اتنی وسعت پیدا کر دی ہے کہ دنیا کی کوئی ترقی یافتہ زبان بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ عربی زبان میں ایک ایک لفظ کے سینکڑوں مترادف الفاظ ہیں لیکن یہ قرآن کریم کا اعجاز ہے کہ حکمت الٰہیہ نے جو لفظ جہاں سمو دیا ہے اس کو ہٹایا نہیں جا سکتا اور نہ ہی اس کی جگہ کوئی مترادف لفظ لایا جا سکتا ہے جہاں کہیں بھی کوئی لغوی یا صرفی الجھن اور پیچیدگی آئی میں نے کوشش کی ہے کہ آئمہ فن کے مستند حوالوں اور اقوال سے اس کا حل پیش کر دوں تا کہ کوئی خلل باقی نہ رہے۔[21]

ترجمہ قرآن کی خصوصیات کی ایک مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

ا۔ جب میں نے ترجمہ شروع کیا تو بعض مقامات پر دوسرے مترجمین سے میرا اختلاف ہو گیا، اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ میں ارشاد فرمایا "رب العالمین" اس کا ترجمہ اکثر حضرات نے "پالنے والا" اور "مالک" وغیرہ کے الفاظ کے ساتھ کیا ہے، لیکن درحقیقت لفظ "رب" مصدر ہے اس کا معنی ہے "تربیت" اور تربیت عربی میں کہتے ہیں "تبلیغ الشئ الی کماله

بحسب استعداده الازلی شیئا فشیئاً" کسی چیز کو ازلی استعداد اور فطری صلاحیت کے مطابق آہستہ آہستہ مرتبہ کمال تک پہنچانا اس لغوی مفہوم کو مد نظر رکھتے ہوئے اب لفظ "رب" کا ترجمہ "پالنے والا" یا "مالک" نہیں بلکہ ترجمہ ہو گا "مرتبہ کمال تک پہنچانے والا۔"[22]

۲۔ تفسیر ضیاء القرآن کے ترجمہ کے اوصاف اور اس کی ایک مثال اوپر مذکور ہے مزید چند مثالیں درج ذیل ہیں:

الف۔ سورۃ الحجرات میں اللہ تعالی نے صحابہ کرام کی صفات بیان کرنے کے بعد ارشاد فرماتا ہے "اولئک هم الراشدون"23

عام مترجمین نے اس کا ترجمہ "وہی ہدایت پانے والے ہیں" وغیرہ کے الفاظ کے ساتھ کیا ہے، لیکن صاحب ضیاء القرآن قرطبی کے حوالے سے فرماتے ہیں "الراشد": الاستقامة على الطريق الحق مع تصلب فيه من الراشدة وهي الصخرة "یعنی رشد جادہ حق پر ایسی ثابت قدمی کو کہتے ہیں جس میں تصلب اور پختگی ہو، تذبذب کا وہاں نشان تک نہ ہو یہ رشدۃ سے مشتق ہے جس کا معنی ہے چٹان۔ اب اس لفظی تحقیق کے بعد "اولئک هم الراشدون" کا ترجمہ حضرت ضیاء الامت کی زبانی ملاحظہ کیجئے۔ فرماتے ہیں: یہی لوگ حق پر ثابت قدم ہیں" یعنی جس طرح چٹان اپنی جگہ سے نہیں ہلتی اسی طرح یہ لوگ بھی راہ ہدایت سے دور نہیں ہوتے۔[24]

ب: "انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفرلک الله ما تقدم من ذنبک وما تاخر"[25] سورۃ الفتح کی دوسری آیت کا ترجمہ کرتے وقت بعض صالح فکر مترجمین نے تقدس نبوت اور عصمت رسالت ﷺ کے اجتماعی عقیدہ کے پیش نظر اس آیت طیبہ کے اندر مذکور لفظ "ذنب" کی نسبت ذات پاک محمد ﷺ کی بجائے امت کی طرف کر دی ہے۔ اور بعض نے "ذنب" کو خلاف اولی کے معنی میں لیا ہے علاوہ ازیں چند تاویلات اور بھی کی گئی ہیں لیکن کلام کے سیاق وسباق کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان میں سے کوئی مضمون بھی چسپاں نہیں ہوتا۔ فتح مبین کی غرض وغایت یا اس کا نتیجہ اور انجام مغفرت بتایا گیا ہے لیکن فتح اور مغفرت میں کوئی مناسبت نہیں اس لیے ضیاء الامت نے اس مقام پر مزید غور وفکر کی ضرورت محسوس کی اور کم وبیش ایک ماہ کی مسلسل تحقیق اور تجسس کے بعد آپ اس نتیجہ پر پہنچے کہ لفظ "ذنب" بذات خود اپنے معنی میں بڑی وسعت رکھتا ہے۔ اس کا معنی صرف گناہ نہیں بلکہ قرآن کریم کے اندر یہ الزام کے معنی میں بھی استعمال ہوا۔

ولہم علی ذنب فاخاف ان یقتلون[26]

اور ان کی طرف سے مجھ پر الزام قتل ہے۔ میں خوف محسوس کرتا ہوں کہ وہ مجھے قتل کر دیں گے۔"

اس لغوی تحقیق کے بعد آپ نے اس آیت کا جو ترجمہ فرمایا وہ یہ ہے: "یقینا ہم نے آپ کو شاندار فتح عطا فرمائی ہے تاکہ دور فرمادے آپ کے لیے اللہ تعالی جو الزامات آپ پر ہجرت سے پہلے لگائے گئے تھے اور جو ہجرت کے بعد لگائے گئے"[27]

اس لفظی تحقیق اور پھر ترجمہ میں سیاق وسباق کے ربط نے تفسیر ضیاء القرآن کو باقی تراجم و تفسیر میں نمایاں مقام عطا فرمایا ہے۔ اپنے موضوع سے مناسبت کی بنا پر ان میں سے تین کا ذکر اس مقام پر مناسب رہے گا انہوں نے لکھا: حضور ضیاء الامت نے قرآن کریم کی خدمت کی اور خدمت کا حق ادا کر دیا، بڑی جانفشانی اور عرق ریزی سے اس کتاب مبین کا ایسا ترجمہ پیش کیا جس میں اعجاز قرآن کی جھلک نظر آتی ہے۔ علمی، معنوی، ادبی، لغوی اور اعتقادی اوصاف کا مرقع نہایت ہی شستہ، پاکیزہ، دیدہ زیب اور رواں ترجمہ ہے۔ آپ نے للٰہیت اور اخلاص کے جذبہ سے سرشار ہو کر اس بحر علم وحکمت میں غواصی کی اور حقائق و معارف کے انمول موتی پیش کیے۔ لگاتار کدوکاوش اور غور کے بعد ایسا ترجمہ پیش کیا جس کا ہر لفظ دل آویز، ہر جملہ موزوں، ہر فقرہ دل نشین جو حشووزائد سے پاک مطالب و اسرار کا جامع ہے۔ ایمان میں تازگی اور روح کو بالیدگی عطا کر کے حق وہدایت کی شاہراہ پر گامزن کرتا ہے۔ ذیل میں اس ترجمہ کی چند خصوصیات کا جائزہ لیا جاتا ہے۔[28]

دلالت لفظ کی رعایت

قرآن کریم عربی زبان میں نازل ہوا، اس کی ایک مخصوص اصطلاحی زبان اور مخصوص قواعد وضوابط ہیں۔ اور ہر لفظ کی مخصوص دلالت ہوتی ہے، سیاق کلام کو پیش نظر رکھتے ہوئے غور وفکر کرنا ضروری ہے کہ اگر کوئی لفظ معرفہ لایا گیا تو اس کا مقصد کیا ہے اور اگر نکرہ ہو تو اس کی تنکیر کس بات پر دلالت کرتی ہے۔ لفظ حقیقی معنی میں استعمال ہوا یا مجازی معنی میں وغیرہ، بعض اوقات کسی اصل لغوی معنی سے ہٹ کر کسی دوسرے خاص معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ اگر اس میں لفظ کی پابندی کی جائے تو اصطلاحی زبان پر زد پڑے گی۔ اس سلسلے میں حضرت ضیاء الامت ضیاء القرآن کے مقدمہ میں فرماتے ہیں:

اس کتاب مقدس کو صحیح طور پر سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم عربی زبان سے ربط پیدا کریں۔ اس کے قواعد اور ضوابط سے اچھی طرح واقفیت بہم پہنچائیں۔ اس کے ادب اور اسلوب انشاء کی خصوصیات کو سمجھیں تاکہ کلمات کے آبگینوں میں حقیقت کی جو شراب طہور چھلک رہی ہے اس سے لطف اندوز ہو سکیں۔[29]

پیر کرم شاہ رحمہ اللہ نے قرآنی الفاظ کی مخصوص دلالت کو پیش نظر رکھ کر ترجمہ کیا ہے، اور کلمات کے آبگینوں میں چھلکنے والی حقیقت کی شراب طہور سے اپنے قارئین کو شاد کام کیا ہے۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ)[30]

یہ ذیشان کتاب ذرا شک نہیں اس میں۔

ذلک اسم اشارہ بعید کے لیے آتا ہے لیکن یہاں الکتاب کے لیے خلاف وضع استعمال ہوا ہے۔ اس لیے کہ یہاں بُعد حسی مقصود نہیں بلکہ بُعد رتبی مراد ہے، یہی وجہ ہے کہ اس کا ترجمہ ذیشان کتاب کیا گیا، یہ نہایت ہی موزوں ترجمہ ہے، یہ ترجمہ میں اضافہ نہیں بلکہ اس کی دلالت کا تقاضا ہے۔ سورۃ البقرہ میں مذکور آیت ۱۷۷ میں مذکور لفظ "الصابرین" کا ترجمہ کیا

ہے "کمال نیک ہیں جو صبر کرتے ہیں" اس کی وجہ یہ ہے کہ "الصابرین" منصوب علی المدح ہے۔اس لفظ کے مدلولی معنی مدح کو ظاہر کرنا ضروری ہے، جب کوئی لفظ نکرہ ہو تو اس کی تنکیر عظمت پر دلالت کرتی ہے اور کبھی حقارت پر کبھی قلت اور کبھی کثرت پر اور اس دلالت کو ملحوظ نظر رکھتے ہوئے درج ذیل آیت میں "سورة" کا ترجمہ "ایک عظیم الشان سورت" کیا گیا ہے۔کیونکہ تنوین عظمت پر دلالت کرتی ہے۔

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَ فَرَضْنٰهَا)[31]

موزوں معنی کا انتخاب

عربی زبان میں بڑی وسعت اور گہرائی پائی جاتی ہے۔ایک ایک لفظ کئی کئی معنی کا احتمال رکھتا ہے۔اس لیے مترجم کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ سیاق کلام کو پیش نظر رکھ کر مناسب معنی کا انتخاب کرے۔پیر کرم شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے بڑی ہی تحقیق اور جستجو کے بعد ایسے موزوں معنی کا انتخاب کیا کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔بعض اوقات لفظ کو اس کے ظاہری معنی کے برعکس کوئی دوسرا معنی پہنایا ہے۔جس سے محسوس ہوتا ہے کہ یہ الہامی ترجمہ ہے۔

اللہ تعالی نے بنی اسرائیل کو گائے ذبح کرنے کا حکم دیا تو وہ حجت بازیاں کرنے لگے۔گائے کے متعلق پوچھنے لگے، کہنے لگے کہ گائے ہم پر مشتبہ ہو گئی ہے، پھر کہا:

وانا ان شاءالله لمهتدون-)[32] "اور اگر اللہ نے چاہا تو ضرور اس کو تلاش کرلیں گے"

دیکھیں "مھتدون" کا کس قدر موزوں ترجمہ کیا ہے، اگر ظاہری معنی ہدایت یافتہ کریں تو موزوں نہیں لگتا۔

ترجمے کی جامعیت: قرآنِ مجید معانی و مطالب کا بحرِ بیکراں ہے۔اس کے ایک ایک لفظ میں جہانِ معنی آباد ہے۔ترجمہ میں ان معانی کو سمونا بہت مشکل کام ہے۔لیکن دیکھیں صاحب تفسیر کس طرح اس مقصد میں کامیاب ہوئے ہیں۔

اللہ تعالی نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کو بے پایاں انعامات، ان گنت عنایات اور بیش قیمت احسانات سے نوازا۔ان سب انعامات کثیرہ کو " الکوثر" کے ایک کلمہ میں سمو دیا۔ اس کلمہ میں فضائل ومکارم کے سمندر بہہ رہے ہیں، دیکھیں کس طرح ضیاء الامت نے اس لفظ کی ترجمانی کی ہے۔

انا اعطینک الکوثر)[33] بے شک ہم نے آپ کو جو کچھ عطا کیا بے حد وحساب عطا کیا۔

قوسین کے ذریعہ وضاحت

کلام الٰہی میں وسعت بھی ہے اور جامعیت بھی، اس میں ایجاز بھی ہے اور گہرائی بھی، اجمال بھی ہے اور حذف بھی۔صاحب تفسیر نے کلام کے سیاق کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان چیزوں کی وضاحت مابین القوسین الفاظ سے کی ہے کیونکہ القرآن میں تو کسی چیز کا اضافہ ممکن نہیں قوسین کے ذریعے ترجمہ نہایت ہی مربوط اور مسلسل ہے اور اس طرح قرآنی

مطالب بہت واضح ہو گئے ہیں۔ بطور مثال ملاحظہ ہو: بل عجبت ویسخرون) [34] آپ تو اظہار تعجب کرتے ہیں قدرت کے کرشمے دیکھ کر اور وہ تمسخر اڑاتے ہیں۔

تفسیر ضیاء القرآن کا تفسیری منہج

بالعموم قرآن کریم کے مفسرین اور علوم القرآن پر کام کرنے والے اس عظیم کتاب اور کلام الرحمن کے مقدمے نہیں لکھا کرتے، بلکہ براہ راست تفسیر اور مفاہیم بیان کرتے ہیں لیکن بعض متقدمین اور متاخرین نے باقاعدہ مقدمے کا اہتمام کیا ہے جس میں وہ اس کے لکھنے، تالیف کرنے اور مرتب کرنے کے اغراض و مقاصد اور منہج کا ذکر کرتے ہیں انہی مفسرین میں جناب ضیاء الأمت پیر کرم شاہ رحمہ اللہ کا نام بھی شامل ہے جنہوں نے تفسیر کا ایک وقیع مقدمہ لکھا ہے جس سے قاری کو سمجھنے میں بہت آسانی ہوتی ہے۔

تفسیر ضیاء القرآن کا بصیرت افروز مقدمہ

تفسیر ضیاء القرآن کا مقدمہ ایک خاص اہمیت کا حامل ہے۔ اس میں دوسری بیش بہا معلومات کے ساتھ ساتھ قرآن مجید کی تلاوت کے آداب اور رموز و اوقافِ قرآنِ مجید بھی بیان کر دیئے گئے ہیں۔ اسی طرح مقدمہ کے اندر پیر صاحب نے اعجاز قرآن کے ساتھ ساتھ قرآنِ مجید کی خصوصیات پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ اور مقدمہ میں تفسیر ضیاء القرآن کا منہج بھی بیان کر دیا ہے اس کے علاوہ مقدمہ میں علوم القرآن کے مباحث جیسے جمع القرآن، ترتیب القرآن، وغیرہ پر بھی اجمالاً روشنی ڈالی ہے۔

ہر سورت کے آغاز میں اس سورت کا تعارف

ہر سورت مبارکہ کے آغاز میں اس کا تعارف بھی بڑے احسن اور معلومات افزا انداز میں کرایا گیا ہے تاکہ قاری کو پہلے سے معلوم ہو جائے کہ سورت کی وجہ تسمیہ، زمانہ نزول اور موضوع کیا ہے۔ یہ تعارف پڑھ کر مفسر کی تحقیق اور تبحر علمی کا لامحالہ اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ [35]

پیر صاحبؒ نے ہر سورۃ کے آغاز میں سورت کا نام، رکوع، آیات اور الفاظ کی تعداد اور شانِ نزول بیان کرنے کے علاوہ سورت کے خلاصۂ مطالب کی بھی وضاحت کی ہے۔ مثلاً:

سورۃ آلِ عمران کا تعارف کراتے ہوئے فرماتے ہیں:

"کیونکہ تمام انبیاء ایک ہی دین کے داعی اور مبلغ تھے اس لیے ہر نبی نے اپنے سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء ورسل کی تصدیق کی اور اپنی اپنی امتوں کو بعد میں آنے والے انبیاء پر ایمان لانے کی ہدایت کی۔ اسی سنت پر حضور نبی کریم ﷺ نے عمل فرمایا اور تمام انبیاء ورسلِ سابقین کی تصدیق کی لیکن حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے بعد کیونکہ کوئی نبی مبعوث ہونے والا نہیں تھا اسی

لیے کسی نئے نبی پر ایمان لانے کا حکم نہیں دیا۔ ختم نبوت کی یہ بڑی واضح دلیل ہے"۔[36]

اسی طرح سورۃ نساء کا تعارف لکھتے ہوئے پیر صاحب نے سورت کے خلاصۂ مطالب میں عورت کے مقام، یتامی کی پرورش، تعدد ازواج، مالی حقوق کی منصفانہ تقسیم، انفرادی کردار کی تعمیر اور اطاعت رسول سے متعلق مسائل پر بحث کر کے صحیح راہ عمل تجویز کی ہے

تفسیر بالماثور کا اہتمام

کسی بھی تفسیر کی بنیادی خصوصیت مصادر اصلیہ کی طرف اس کا زیادہ سے زیادہ رجوع ہے اس اعتبار سے تفسیر ضیاء القرآن کا مصدر اول قرآن مجید، مصدر ثانی حدیث مبارکہ اور مصدر ثالث اقوال صحابہ و تابعین ہے۔

مثلاً قرآن مجید کے بالکل آغاز میں سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 7 کی تفسیر سورۃ النساء کی آیت نمبر 155 سورۃ المطففین کی آیت نمبر 14۔ سورۃ مریم کی آیت 67 اور سورۃ روم کی آیت 27 سے کرتے ہوئے صاحب تفسیر ضیاء القرآن نے ثابت کیا ہے کہ کفار کے دلوں پر یہ مہریں اور پردے اتمام حجت کے بغیر ہی نہیں ڈالے گئے۔ بلکہ حق بیان کر دینے کے باوجود ان کی ہٹ دھرمی صاحب تفسیر نے تفسیر القرآن بالقرآن کے بعد تفسیر القرآن بالحدیث کا خصوصی اہتمام کیا ہے۔

مثلاً سورۃ الفرقان کی آیت 26 کی تفسیر میں روایت کرتے ہیں جس میں رسول اللہ ﷺ نے قیامت کے دن کی کفار کی تکلیف کے مقابلے میں ایک مؤمن مسلمان کی کیفیت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا والذی نفسی بیده انه لیخفف علیٰ المومن حتیٰ یکون اخف علیه من صلالة یصلیها فی الدنیا[37]

تفسیر القرآن باقوال الصحابہ کا بھرپور اہتمام کیا گیا ہے مثلاً سورۃ الاعراف کی آیت 137 کی تفسیر میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ اور مجاہد رحمہ اللہ کا قول نقل کیا گیا ہے جو کے وما کانوا یعرشون کی تفسیر میں فرماتے ہیں ما کانوا یبنُونَ من القصور وغیرها[38]

تفسیر ضیاء القرآن میں مصادر اصلیہ کے ساتھ ساتھ ضرورت کے مطابق تفسیر کے اصول و قواعد کا لحاظ رکھتے ہوئے اسرائیلیات بھی نقل کی ہیں اس کے ساتھ ہی تفسیر ضیاء القرآن میں تفسیر بالدرایہ اور تفسیر بالرائے المحمود کا بھی اہتمام موجود ھے۔ فقہی اعتبار سے صاحب تفسیر چونکہ حنفی المسلک ہیں اس لیے احکام کی آیات میں فقہی آراء اپنے مسلکی نقطہ نظر کے مطابق بیان کرتے ہیں جبکہ دیگر ائمہ و مفسرین کرام کی آراء کو بھی از حد احترام کا درجہ دیتے ہیں

تفسیر ضیاء القرآن قدیم اور جدید تفاسیر کا امتزاج

تفسیر ضیاء القرآن کا مطالعہ کرتے ہوئے قاری محسوس کرتا ہے کہ یہ تفسیر علمی جواہرات سے بھرپور ہے، ایسا عمیق سمندر ہے کہ جس میں قدیم و جدید حتی کہ معاصر علماء کے گرانقدر جواہر پارے بھی موجود ہیں پیر صاحب نے اپنی

تفسیر میں زمانہ قدیم کے تمام بڑے بڑے مفسرین، محدثین اور مؤرخین کے حوالے دیئے ہیں۔ قدماء میں سے حضرت امام مالک، حضرت حسن عسکری، علامہ زمخشری، علّامہ بیضاوی، امام قرطبی، امام ابن حیان اندلسی، علامہ ابن خلدون، حضرت فضیل بن عیاض، حضرت مولانا روم، امام رازی، اور متاخرین میں سے حضرت مجدد الف ثانی، شاہ ولی اللہ دہلوی اور اس پائے کے علماء اور عصر جدید میں سے مفتی محمد عبدہ، حضرت علّامہ محمد اقبال، مولانا اشرف علی تھانویؒ، مولانا عبدالماجد دریا آبادیؒ مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودیؒ مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا نعیم الدین مراد آبادی اور کئی ہم عصر علماء کے حوالے اس تفسیر میں عام ملتے ہیں۔

معاصر علمائے کرام کے حوالہ جات

پیر صاحبؒ کی وسعت علمی اور وسعت نظری از حد قابل تحسین ہے۔ اور اس اعتبار سے پیر صاحب ایک انفرادیت رکھتے ہیں کہ انہوں نے اپنے معاصر علماء مفسرین کی رائے کا احترام بھی کیا ہے اور اپنی تفسیر میں ان کے حوالہ جات بھی نقل کیے ہیں۔ مثال کے طور پر مسئلہ عصمت انبیاء میں حضرت مولانا اشرف علی تھانوی اور مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کے حوالے دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

ا۔ مولانا اشرف علی تھانوی آیت

وَ لَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا [39] تم بددیانت لوگوں کی طرف سے جھگڑنے والے نہ بنو۔

کی تفسیر میں اس نہی کے متعلق فرماتے ہیں پس آپ کی حالت مقام نبوت کے مجموعے سے حاصل یہ ہو گا کہ جیسے اب تک آپ نے خائنوں کی طرفداری نہیں کی آئندہ بھی نہ کیجئے۔ اور یہ انتظامات بھی مکمل عصمت نبویہ کے ہیں۔ [40]

۲۔ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ قرآن مجید کی آیت وَ لَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ [41] جو لوگ اپنے نفس سے خیانت کرتے ہیں تم اُن کی حمایت نہ کرو۔

کی تفسیر میں ایک نہایت لطیف نکتہ بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جو شخص دوسرے کے ساتھ خیانت کرتا ہے وہ دراصل سب سے پہلے خود اپنے ساتھ خیانت کرتا ہے کیونکہ دل اور دماغ کی جو قوتیں اس کے پاس بطور امانت ہیں ان پر بے جا تصرف کر کے وہ انہیں مجبور کرتا ہے کہ خیانت میں اس کا ساتھ دیں اور اپنے ضمیر کو جسے اللہ تعالیٰ نے اس کے اخلاق کا محافظ بنایا ہے اس حد تک دبا دیتا ہے کہ وہ اس خیانت کاری میں سدِ راہ بننے کے قابل نہیں رہتا۔ جب انسان اپنے اندر اس ظالمانہ دست برد کو پایہ تکمیل تک پہنچا دیتا ہے تب کہیں باہر اس سے خیانت و معصیت کے افعال صادر ہوتے ہیں۔ [42]

تفسیر میں سیرت النبی ﷺ کا خصوصی اہتمام

قرآن کریم ایک ایسی کتاب ہے جس میں ایک طرف تو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا پتہ چلتا ہے تو دوسری طرف حضور ﷺ کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ تفسیر ضیاء القرآن کا یہ طرہ امتیاز ہے کہ جہاں دلائل توحید پر بڑی واضح بحثیں ملتی

ہے۔وہاں عظمت رسالت ﷺ اپنی رعنائی کے ساتھ موجود ہے،درحقیقت یہ وہ تفسیر ہے جس سے صاحب قرآن کی شخصیت واضح ہوتی ہے۔

بے شک سارا قرآن کریم نعت مصطفی ﷺ سے بھرا ہوا ہے لیکن اکثر مفسرین نے چند مخصوص آیات کے تحت ہی کمالات نبوت کا تذکرہ کیا ہے جب کہ تفسیر ضیاء القرآن کا طرۂ امتیاز ہے کہ صاحب تفسیر نے متعدد ایسے مقامات پر نعت رسول ﷺ کا پہلو نکالا ہے جہاں اکثر مفسرین اس طرف توجہ دیئے بغیر گزر گئے ہیں۔ مثلاً سورۃ اخلاص میں تقریباً تمام مفسرین نے دلائل توحید کے انبار لگا دئے ہیں اور اس سلسلہ میں بڑی واضح اور مبسوط بحثیں رقم فرمائی ہیں لیکن صاحب ضیاء القرآن نے لفظ "قل" کی تشریح کرتے ہوئے "عظمت رسالت ﷺ" کو توحید کی سب سے بڑی دلیل کے طور پر پیش کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

بسا اوقات کمال بھی حجاب بن جایا کرتا ہے۔ کمالات بے شمار ہیں اور ان سے پیدا ہونے والے حجابات بھی ان گنت ہیں کہیں حسن، کہیں قوت، کہیں دولت، کہیں اقتدار و حکومت اور کہیں جنگی فتوحات کے نقاب حق کے روئے زیبا کو مستور کر دیتے ہیں۔ ان حجابات کو وہی اٹھا سکتا ہے، ان نقابوں کو وہی الٹ سکتا ہے جو خود جملہ کمالات سے یوں متصف ہو کہ اس کی نظیر پیش نہ کی جاسکے۔ اے حبیب! ہم نے آپ کو تمام کمالات کا پیکر رعنا بنا کر بھیجا ہے، اٹھئے اور اپنے صدائے دلنواز سے نخوت وپندار کے ان بتوں کو ریزہ ریزہ کر دیجئے۔ فرعون نے ملک مصر کی حکمرانی سے اپنا سماعی توازن کھو دیا تھا اور خدائی کا دعوی کیا تھا، تجھے تو میں نے وہ سلطانی عطا فرمائی ہے کہ انگلی کے اشارے سے چاند دو ٹکڑے ہو جاتے ہیں، اس بے مثال حکمرانی کے باوجود اگر تو یہ کہے کہ "لا الہ الا اللہ" تو کسی حکمران کی یہ مجال نہیں ہوگی کہ وہ اپنی خدائی کا اعلان کر سکے۔ ہم نے تم کو وہ شان رفیع عطا فرمائی ہے کہ سب نبی، سب رسول اس کی جلالت شان کو دیکھ کر سر بجیب ہیں۔ جب تو یہ کہے گا "لا الہ الا اللہ" کہ میں بایں ہمہ کمال خدا نہیں بلکہ بندہ ہوں تو کسی کو یہ حق نہیں پہنچے گا کہ وہ کسی نبی یا رسول اللہ کو خدا یقین کرے۔ "تیرے علم کا بحر بے پیدا کنار، کان وما یکون کو محیط ہے اور تیری نگاہ رسا" اسرار و معارف کی گہرائیوں تک پہنچی ہوئی ہے۔ اس علم بے پایاں کے باوجود اگر تو یہ کہے گا کہ میں خدا نہیں بلکہ اس کا بندہ ہوں جب تیری زبان سے "لا الہ الا اللہ" کا اعلان ہوگا تو کسی علامۂ دہر اور فاضل اجل کو جرات نہ ہوگی کہ اپنی خدائی کا دم بھر سکے۔ آپ کے جد امجد میرے خلیل نے لوہے کے گرز سے اپنی قوم کے صنم کدے میں سجے ہوئے بتوں کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیا تھا۔ اے فرزند خلیل! اٹھئے اور "قل ھو اللہ احد" کی کہسار شکن ضرب سے افکار و نظریات کے بت کدوں کو پاش پاش کر دیجئے تاکہ اس کے بعد کوئی سلیم الفطرت انسان یہ کہنے کی جرأت نہ کر سکے کہ تیرے خدا کے بغیر اور بھی کوئی خدا ہے۔ تیرے لبوں سے حق کی صدا نکلے گی تو زمین کی وسعتیں، فضا کی پہنائیاں، آسمان کی رفعتیں، عرش کی بلندیاں اس صدائے حق سے گونجنے لگیں گی۔[43]

اور لطف کی بات یہ ہے کہ جب صاحب تفسیر نعت مصطفی ﷺ کی بحث چلاتے ہیں تو ایک وارفتگی کی کیفیت چھلکتی نظر آتی ہے، لیکن کوئی بڑے سے بڑا نقاد یہ کہنے کی جرات نہیں کر سکتا کہ یہ محض عقیدت اور مبالغہ ہے، بلکہ فاضل مصنف اس کی تائید میں لفظی تحقیق اور عقلی و نقلی دلائل کا اتنا حسین گلدستہ پیش کرتے ہیں کہ قاری داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

اس موضوع پر ایک طویل ترین کتاب مرتب ہو سکتی ہے مقالہ کے اختصار کے پیش نظر یہاں صرف چند آیات کی طرف اشارہ کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ تفصیل کے لیے آپ تفسیر ضیاء القرآن کی طرف رجوع کر سکتے ہیں۔ وہ آیات درج ذیل ہیں:اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنبِكَ وَ مَا تَاَخَّرَ [44] مَا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰي ﴿ [45] ﴿وَ مَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾ [46] وَ وَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ﴾ [47] اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ﴾ [48] وَ النَّجْمِ اِذَا هَوٰى﴾ [49] سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ﴾ [50]

حقیقت یہ ہے کہ حضرت ضیاء الامت نے اپنی قیمتی زندگی کا ایک طویل عرصہ قرآن کریم کی خدمت میں صرف کر کے امت مسلمہ کے لیے ایک بیش بہا خزانہ جمع کر دیا ہے۔ ہر قسم کے مسائل خواہ وہ معاشرتی ہوں، اقتصادی یا اخلاقی ان پر سیر حاصل بحث فرمائی ہے، اور خصوصی طور پر وہ مسائل جو ملت اسلامیہ کے مختلف طبقات کے درمیان وجہ نزاع بنے ہوئے ہیں، ان کے بارے مختلف مقامات پر ایسے مثبت اور مدلل مقالات سپرد قلم کیے ہیں کہ ظن و تشکیک کے غبار سے آلودہ اذہان ان کو پڑھنے کے بعد آسانی کے ساتھ اپنی فکر کی راہ متعین کر سکتے ہیں۔

فتنہ انکار سنت اور تفسیر ضیاء القرآن

فتنہ انکارِ سنت کے سدباب کے حوالے سے پیر صاحب نے کافی علمی اور گرانقدر مضامین الگ سے تحریر کیے ہیں۔ حجیت حدیث اور دیگر علوم الحدیث پر آپ کی تصانیف درج ذیل ہے۔

1۔ضیاء النبی

2۔سنت خیر الانام

اس کے علاوہ تفسیر ضیا القرآن میں جگہ جگہ حدیث کی حجیت اور مرتبے پر تفصیلی روشنی ڈالی گئی ہے۔

صاحب تفسیر نے جمہور علماء کے نقطہ نظر سے موافق بات دلائل سے ثابت کی ہے کہ حدیث بھی وحی میں شامل ہے۔

اس حوالے سے آپ نے اس آیت وما ینطق عن الھوٰی ان ھو الا وحی یو حی [51]

یعنی کوئی غلط قدم اٹھانا، باطل عقیدہ کو اپنانا تو بڑی دور کی بات ہے، ان کا تو یہ عالم ہے کہ وہ خواہش نفس سے لبوں کو جنبش بھی نہیں دیتے، ان کی زبان پر کوئی ایسی بات آتی ہی نہیں، جس کا محرک ان کی ذاتی خواہشات ہوں۔

ھو کا مرجع قرآن کریم ہے۔ یہ آیت ایک سوال کا جواب ہے۔ جب وہ اپنی خواہش سے بولتے ہی نہیں، تو پھر جو کلام یہ لوگوں کو پڑھ کر سناتے ہیں، یہ کیا ہے؟ اس کا جواب دیا یہ تو اللہ تعالی کی طرف سے وحی کیا جاتا ہے اور جیسے وحی نازل ہوتی ہے، بعینہ وہ اسی طرح لوگوں کو پڑھ کر سنادیتے ہیں، اس میں سر مو ردّو بدل ناممکن ہے۔ [52]

اسی طرح سورۃ نحل کی ایت نمبر 44 کی تفسیر کے ضمن حدیث بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

انبیاء کی آمد کا نتیجہ یہ نکلا کہ بعض لوگوں کو اللہ تعالی نے ہدایت عطا فرمادی اور بعض کے مقدر میں گمراہی لکھ دی یہ امتیازی سلوک کیوں روا رکھا گیا- بعض کو ہدایت کیوں دی گئ اور بعض کو گمراہ کیوں کر دیا گیا-اس کے متعلق بنیادی چیز یہ ہے کہ ہدایت دینا یا گمراہ کرنا محض اللہ تعالی کے اختیار میں ہے، لیکن اس نے ہدایت دینے یا گمراہ کرنے کیلئے ایک اصول مقرّر فرمایا ہے۔ جب انبیاء اپنی قوم کو پیغام ہدایت سناتے ہیں اور انھیں ان کی غلط روی پر ٹوکتے ہیں تو ساری قوم کا ردّ عمل یکساں نہیں ہوتا بعض ان میں سے ایسے ہوتے ہیں جو اپنے نبی کی دعوت پر غور کرتے ہیں اور اپنے عقائد واعمال کو عقل سلیم کی کسوٹی پر رکھتے ہیں اور جب ان کا بطلان آشکار ہو جاتا ہے تو وہ ان سے دست کش ہونے کی کوشش کرتے ہیں ایسے لوگوں کے دلوں کو اللہ تعالی نور ہدایت سے منور کر دیتا ہے- قرآن کریم میں کئی مرتبہ اس حقیقت کو بیان کیا گیا ہے -ارشاد باری تعالیٰ ہے یھدی الیه من اناب [53] اللہ تعالی اپنی طرف اس شخص کی رہنمائی کرتا ہے جو دل سے رجوع کرے دوسری جگہ ہے ویھدی الیه من ینیب شور یا اور بعض دوسرے لوگ ایسے ہوتے ہیں جو انبیا کی دعوت کو لائق اعتناء ہی نہیں سمجھتے ان کے اخلاص وایثار کا مذاق اڑاتے ہیں حق کی روشن دلیلیں دیکھ کر آنکھیں بند کر لیتے ہیں ایسے لوگوں کے مقدر میں گمراہی لکھ دی جاتی ہے اس حقیقت کو بھی قرآن پاک نے بارہا وضاحت سے بیان کیا ہے۔ ارشاد ہے

ویضلّ اللہ الظّلمین جو ظلم کی روش اختیار کرتے ہیں اللہ تعالی انھیں گمراہ کر دیتا ہے۔ گویا اللہ تعالی کا یہ اصول ہے کہ جس کے دل میں ہدایت کی طلب پیدا ہوتی ہے اسے ہدایت کا انعام بخشا جاتا ہے اور جو دانستہ حق کا انکار کرے اور پیغام ہدایت کو سمجھنے کے بعد بھی قبول کرنے کے لیے تیار نہ ہو اسے گمراہ کر دیا جاتا ہے۔ [54]

اور پھر سورۃ آل عمران کی آیت نمبر 31-32 کی تفسیر کے حوالے سے اطاعت رسول کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اس آیت میں بھی دعوت اسلام قبول کرنے والوں کو حکم دیا جارہا ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی اطاعت کرو- آجکل بعض لوگ اس تحریک کو بڑی سرگرمی سے چلا رہے ہیں کہ ہمیں صرف قرآن کا اتباع کرنا چاہئے۔ سنّت نبوی کی پیروی کی ضرورت نہیں حیرت ہوتی ہے کہ قرآن کے احکام کا اتّباع کرنے کے دعوی کے ساتھ وہ انکار سنت کی کیسے جرأت کرتے ہیں۔ کیا قرآن نے ہی بے شمار مقامات پر نہایت واضح اور زوردار انداز میں یہ حکم نہیں دیا کہ اللہ

تعالی کے رسولِ برحق کی اطاعت کرو۔ اس کا حکم مانو اور اس کے اسوۂ حسنہ کو اپناؤ۔ تو گویا حضور صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اطاعت اور فرمانبرداری قرآن سے کوئی الگ چیز نہیں، قرآن ہی کی بے شمار آیات کی تعمیل ہے اگر آپ سنتِ نبوی سے انکار کریں گے تو آپ نے صرف سنت کا ہی انکار نہیں کیا بلکہ قرآن کی بے شمار آیات کا انکار کر دیا۔ اتباع رسول اور اطاعت رسول کسے کہتے ہیں یہ بتا دینا بھی ضروری ہے؟ تاکہ کوئی لفظی ابہام راہِ راست سے منحرف کرنے کا باعث نہ بنے۔ امام ابوالحسن آمدی نے اتباع کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے۔ "الاتباع فی الفعل هو التاءسی بعینه والتاءسی ان تفعل مثل فعله علی وجهه من اجله: کسی کے فعل کے اتباع کا یہ معنی ہے کہ اس کے فعل کو اس طرح کیا جائے جس طرح وہ کرتا ہے اور اس لیے کیا جائے کہ وہ کرتا ہے۔ اور امام آمدی اطاعت کے مفہوم کی توضیح کرتے ہوئے لکھتے ہیں ومن اتی بمثل فعل الغیر علی قصد اعظامه فهو مطیع له: جب کوئی کسی دوسرے کی عزت واحترام کے باعث بعینہ اس کے فعل کی طرح کوئی فعل کرے تو وہ اس کا مطیع کہلاتا ہے۔ اتباع واطاعت رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے متعلق جو حکم قرآن نے ہم کو دیا ہے جس کی اطاعت وہ بھی فرض سمجھتے ہیں اسکی تعمیل کی صرف یہی صورت ہے کہ ہم حضور علیہ الصّلوۃ والسلام کے افعال کو بالکل اسی طرح ادا کریں جیسے حضور صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ادا فرمائے اور صرف اس لئے ادا کریں کہ یہ افعال اس ذات اطہر واقدس سے ظہور پذیر ہوئے ہیں جو جمال وکمال کا وہ پیکر ہے جس سے حسین تر اور جمیل تر چیز کا تصوّر تک ممکن نہیں۔ کاش! ہم قرآن کے الفاظ کو اپنی من گھڑت تاویلات کا اکھاڑہ بنانے سے باز رہیں اور اس آیت کے آخر میں اتّباع واطاعت رسول سے روگردانی کرنے والوں کو جن الفاظ سے یاد کیا گیا ہے اس پر غور کریں۔[55]

مفردات کی لغوی اور اصطلاحی تفسیر کا اہتمام

تفسیر ضیاء القرآن میں مفردات کی لغوی اور اصطلاحی تفسیر کا بھی بڑا اہتمام ہے مفسر آیت کے مفہوم اور مدعا کو واضح کرنے کے لیے مشکل مقامات پر کتب لغت کے حوالے سے لغوی واصطلاحی، صرفی ونحوی تحقیق پیش کرکے قاری کو قرآن کے صحیح مطالب تک پہنچا دیتے ہیں آپ کی اس گرانقدر خدمت اور محنت شاقہ سے نہ صرف عامۃ الناس کو قرآن فہمی میں مدد ملتی ہے بلکہ مشکل اور پیچیدہ مقامات پر دینی علوم کے طلبہ کو بھی یہ تفسیر بڑی بڑی کتب لغات سے بے نیاز کر دیتی ہے جیسا کہ جمال کرم میں مولانا محمد شریف سیالوی کے حوالے سے اقتباس منقول ہے کہ:-

پیر محمد کرم شاہ صاحب نے ضیاء القرآن تصنیف کرکے نوجوان نسل خصوصاً طلبہ پر احسان عظیم فرمایا ہے۔ اس سے قبل ہمیں الفاظِ قرآن کی لغوی اور صرفی نحوی تحقیق کے لیے مفردات امام راغب، القاموس، لسان العرب، المحیط جیسی ضخیم کتب لغت کی ورق گردانی کرنا پڑتی تھی لیکن مصنف ضیاء القرآن نے ان الفاظ کی تحقیق کرکے اور تفسیر کے ساتھ ان کی فہرست کا

اضافہ کر کے ہم طلباء کے لئے بڑی آسانی فرمادی ہے"[56]

تفسیر ضیاء القرآن میں اذکار مسنونہ اور اوراد کا اہتمام

ا۔ تفسیر ضیاء القرآن میں پیر محمد کرم شاہ الازہری نے بعض آیات قرآنیہ کے ضمن میں خاص اوراد و اذکار کا خصوصی تذکرہ کیا ہے۔ اور پھر متعلقہ آیت کے تحت مختلف ادعیہ ماثورہ کا بھی اہتمام فرماتے ہیں، اور بعض مقامات پر ان اذکار کی شرعی حیثیت بیان کرتے ہوئے ان کے متعلق اپنا عقیدہ ذکر کرتے ہیں مثلاً:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اور سورۃ الفاتحہ کی تفسیر میں امام قرطبی کے حوالے سے بیان فرماتے ہیں کہ:

امام قرطبی نے صحیح سند سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے شکایت کی کہ یا رسول اللہ ﷺ جب سے مشرف باسلام ہوا ہوں جسم میں درد رہتا ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ جہاں درد ہو وہاں ہاتھ رکھ کر تین بار بسم اللہ الخ پڑھو اور سات بار یہ جملہ کہو۔

اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّمَا اَجِدُ وَ اُحَاذِرُ-)

میں اللہ تعالیٰ کے غلبے اور قدرت کی پناہ میں آتا ہوں اس چیز کی برائی سے جو میں پاتا ہوں اور جس سے احتیاط کرتا ہوں۔

اور سورۃ فاتحہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

سورۃ فاتحہ کا ایک نام الشفاء ہے، جسمانی اور روحانی بیماریوں کا تریاق۔ [57]

۲۔ پیر محمد کرم شاہ الازہری سورۃ آل عمران کی آیت کی تفسیر میں امام قرطبی کے حوالے سے رقمطراز ہیں کہ:

علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ میں نماز جمعہ میں شریک نہ ہو سکا، حضور ﷺ نے وجہ دریافت فرمائی تو میں نے گزارش کی کہ میں نے یوحنا بن باریا یہودی کا قرض دینا تھا وہ میرے دروازے پر تاڑ لگائے بیٹھا تھا کہ میں باہر نکلوں اور وہ مجھے حراست میں لے لے اور حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے سے روکے اس لیے باہر نہ آسکا اور نماز جمعہ کی شرکت سے محروم رہا، حضور ﷺ نے فرمایا اے معاذ، کیا تم پسند کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہارا قرض ادا فرمادے میں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ ﷺ تو حضور ﷺ نے فرمایا ہر روز یہ پڑھا کرو۔

﴿قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ ------------------ اِقْضِ عَنِّيْ دَيْنِيْ-﴾

کہو، خدایا، ملک کے مالک، تو جسے چاہے حکومت دے اور جس سے چاہے چھین لے۔ جسے چاہے، عزت بخشے اور جس کو چاہے ذلیل کر دے۔ بھلائی تیرے اختیار میں ہے بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے، رات کو دن میں پروتا ہوا لے آتا ہے اور دن کو رات میں، بے جان میں سے جان دار کو نکالتا ہے اور جان دار میں سے بے جان کو اور جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے، اے دنیا و آخرت کے رحمن ورحیم جسے تو چاہتا ہے دنیا و آخرت میں اُسے دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے اسے ان سے محروم رکھتا ہے مجھ سے

میرا قرض ادا فرمادے۔[58]

۳۔ پیر محمد کرم شاہ الازہری سورۃ انبیاء کی آیت ۸۷ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:

یہ دعائیہ کلمات بارگاہِ الٰہی میں اتنے مقبول ہوئے کہ فرمایا کہ ہم اہل ایمان کو غم واندوہ کے اندھیروں سے یونہی نجات دیتے ہیں۔امام احمد، امام ترمذی اور دیگر محدثین سے منقول ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: دعوة ذی النون اذا دعا ربه وهو فی بطن الحوت لا اله الا انت سبحانک انی کنت من الظٰلمین لم یدع بها رجل مسلم فی شئ الا استجاب له

یعنی حضرت ذی النون کی وہ دعا جو مچھلی کے شکم میں انہوں نے کی تھی جو مسلمان جس شکل میں ان الفاظ سے دعا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول کرے گا۔ حاکم نے ایک اور ارشاد نبوی ﷺ اس طرح نقل کیا ہے:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِشَيْءٍ إِذَا نَزَلَ بِرَجُلٍ مِنْكُمْ كَرِبٌ، أَوْ بَلَاءٌ مِنْ بَلَايَا الدُّنْيَا دَعَا بِهِ يُفَرَّجُ عَنْهُ۔[59]

حضور نے اپنے صحابہ سے پوچھا کیا میں تمہیں ایک ایسی چیز نہ بتادوں کہ جب تمہیں کوئی غم اور مصیبت لاحق ہو اور تم اس سے بارگاہ الٰہی میں التجاء کرو تو اللہ تعالیٰ تمہاری مشکل حل فرمادے گا؟ صحابہ نے عرض کی اے اللہ کے رسول ضرور ارشاد فرمایئے تو حضور ﷺ نے یہی دعا ارشاد فرمائی۔ حضرت شاہ عبد العزیز نے اپنے والد بزرگوار اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے قضائے حاجت کے لیے نفل پڑھنا بیان فرمایا ہے۔ جسکی ترتیب حسب ذیل ہیں:

مجھ کو میرے والد مرشد نے اجازت فرمائی کی انسان حاجات مشکلہ کے برآنے کے واسطے چار رکعتیں پڑھے، پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد: "لا اله الا انت سبحنک انی کنت من الظالمین فاستجبنا له ونجینه من الغم و کذلک ننجی المؤمنین سو بار پڑھے۔ دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد رب انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین سو بار پڑھے تیسری رکعت میں فاتحہ کے بعد وافوض امری الی الله ان الله بصیر بالعباد سو بار۔ چوتھی رکعت میں بعد فاتحہ کے بعد قالوا حسبنا الله ونعم الوکیل پھر سلام پھیر کر سو بار یہ کہے، رب انی مغلوب فانتصر۔

شاہ عبد العزیز فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق نے ارشاد فرمایا کہ یہ چاروں آیتیں اسم اعظم ہیں کہ ان کے وسیلے سے جو بھی سوال کیا جائے اور جو دعا کی جائے قبول ہوتی ہے۔[60]

۴۔ قرآن مجید کی آخری دو سورتیں یعنی معوذتین کی تفسیر کے مقدمے میں صاحب ضیاء القرآن فرماتے ہیں کہ:

ایک بات ذہن نشین کر لینا ضروری ہے کہ جھاڑ پھونک کا رواج ہر انسانی معاشرہ میں قدیم زمانے سے موجود ہے اس

مقصد کے لیے جو منتر، طلسم یا نقوش ان کے ہاں رواج پذیر تھے۔ ان کی دیویاں، دیوتاؤں کے نام، شیطانی قوتوں سے استمداد ، آسمانی کواکب وسیارات سے استغاثہ وغیرہ عام تھا نیز وہ ان چیزوں کو مؤثر حقیقی اور فاعل مستقل یقین کر لیتے تھے۔

اسلام نے شرک کو بیخ وبن سے اکھیڑ کر رکھ دیا ان کے اس عقیدے کے بطلان کو طشت از بام کر دیا کہ اللہ تعالی کے علاوہ کوئی دیوی، دیوتا کوئی چاند تارا یا سورج مؤثر حقیقی ہو سکتا ہے اس لیے یہ تو گمان ہی نہیں کیا جا سکتا کہ اسلام کسی ایسے منتر یا جھاڑ پھونک کی اجازت دے سکتا ہے جس میں شرک یا شرکیہ عقائد کا شائبہ بھی پایا جاتا ہو اس لیے ایسے تمام منتر، طلسم، نقوش تعویذات وغیرہ اسلام میں قطعا حرام اور ممنوع ہیں۔

جن احادیث میں دم کرنے، جھاڑ پھونک وغیرہ کی ممانعت کی گئی ہے ان جملہ احادیث میں اسی قسم کے شرکیہ اعمال مراد ہیں لیکن ایسا دم یا تعویذ جس میں اللہ تعالی کے اسمائے حسنی میں سے کوئی اسم مبارک، کوئی آیت قرآنی یا سرور عالم ﷺ کی زبان پاک سے نکلا ہوا کوئی جملہ یا جس نقش یا دم میں شرکیہ بات نہ ہو اس کا کرنا جائز ہے۔

حضور ﷺ خود بھی اپنے آپ کو دم فرمایا کرتے اور صحابہ کرام پر بھی دم کرتے اور حسنین کریمین رضی اللہ تعالی عنہما کو تو خصوصی دم فرمایا کرتے تھے۔ عہد رسالت میں اور اس کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کا بھی یہ معمول تھا اس وقت سے لے کر بزرگان امت کا بھی یہ دستور ہے آپ چند شواہد ملاحظہ فرمالیں۔

سب سے پہلے دلیل تو ان دو سورتوں کا نزول ہے اور ان کے پڑھنے کی برکت سے جادو کی تاثیر ختم ہو جاتا ہے ۔ حضور ﷺ کا یہ معمول تھا کہ ہر شب آرام کرنے سے پہلے آخری تین قل اپنے مبارک ہاتھوں پر دم فرماتے پھر اپنے سارے جسم پر انہیں پھیر لیتے اور یہ معمول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے جو خود عینی شاہد ہیں جن محدثین نے اس روایت کو اسناد صحیحہ سے روایت کیا ہے ان میں امام بخاری، امام مسلم، امام مالک، ابن ماجہ اور ابو داؤد علیہم الرحمہ جیسے اکابر محدثین شامل ہیں، نیز امام بخاری، امام احمد، ترمذی، ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ حضرت سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما کو یہ پڑھ کر دم فرمایا کرتے تھے۔

أُعِيذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ، وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ۔[61]

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے شکایت کی کہ یا رسول اللہ ﷺ جب سے مشرف باسلام ہوا ہوں جسم میں درد رہتا ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ جہاں درد ہو وہاں ہاتھ رکھ کر تین بار بسم اللہ الخ پڑھو اور سات بار یہ جملہ کہو۔

اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّمَا اَجِدُ وَ اُحَاذِرُ۔

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ الثَّقَفِيِّ، أَنَّهُ قَالَ: قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَبِي وَجَعٌ، قَدْ كَادَ يُبْطِلُنِي، فَقَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اجْعَلْ يَدَكَ الْيُمْنَى عَلَيْهِ، وَقُلْ

بِسْمِ اللَّهِ أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللَّهِ، وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ، وَأُحَاذِرُ، سَبْعَ مَرَّاتٍ، فَقُلْتُ ذَلِكَ، فَشَفَانِي اللَّهُ۔[62]

میں اللہ تعالیٰ کے غلبے اور قدرت کی پناہ میں آتاہوں اس چیز کی برائی سے جو میں دل میں محسوس کرتاہوں اور جس سے میں بچنا چاہتاہوں۔

نیز یہ کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دم ہے جو وہ حضرت اسمٰعیل اور حضرت اسحاق علیہما السلام کو فرمایا کرتے تھے۔

مسند امام احمد اور طحاوی میں طلق ابن علی کی روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں بچھو نے ڈنگ مارا حضور ﷺ نے مجھے دم فرمایا اور اپنا دست مبارک پھیرا۔

سنن ابن ماجہ میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ بیمار ہوئے عیادت کے لیے جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے پوچھا، جان عالم، کیا آپ بیمار ہو؟ فرمایاہاں، جبرائیل نے یہ پڑھ کر دم کیا،

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، أَنَّ جِبْرَائِيلَ، أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ اشْتَكَيْتَ؟ قَالَ: نَعَمْ ، قَالَ: بِسْمِ اللَّهِ أَرْقِيكَ، مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيكَ، مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْ عَيْنٍ، أَوْ حَاسِدٍ اللَّهُ يَشْفِيكَ، بِسْمِ اللَّهِ أَرْقِيكَ -[63]

میں اللہ کانام لے کر آپ کو دم کرتاہوں ہر اس چیز سے جو آپ کو اذیت دے اور ہر نفس اور حاسد کی نظر سے اللہ تعالیٰ آپ کو شفادے میں اللہ تعالیٰ کانام لے کر دم کرتاہوں۔

مسند امام احمد میں ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک روز نبی اکرم ﷺ میرے حجرے میں رونق افروز ہوئے میرے پاس شفاء نامی ایک خاتون بیٹھی تھی جو نملہ "ذباب" کا دم کرتی تھی، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا شفاء یہ دم حفصہ کو بھی سکھادو خود شفاء بنت عبد اللہ کہتی ہیں کہ مجھے حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم نے جس طرح حفصہ کو لکھناپڑھناسکھایاہے نملہ کادم بھی سکھادو۔

صحیح مسلم میں عوف ابن مالک اشجعی کی یہ روایت مذکور ہے کہ ہم نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہم جاہلیت میں جھاڑ پھونک کیا کرتے تھے اب اس بارے میں کیاارشاد ہے، حضور ﷺ نے فرمایاجو پڑھ کر تم دم کیا کرتے تھے وہ مجھے سناؤ۔ جھاڑنے میں کوئی حرج نہیں ہے جب تک اس میں شرک نہ ہو۔

حضرت جابر ابن عبد اللہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جھاڑ پھونک سے منع فرمادیا۔ پھر حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کے خاندان کے لوگ آئے اور عرض کیا کہ ہمارے پاس ایک عمل تھا جس سے ہم بچھو سانپ کے

کاٹنے کا دم کیا کرتے تھے مگر حضور ﷺ نے ان کاموں سے منع فرمایا پھر انہوں نے وہ دم پڑھ کر سنایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس میں تو کوئی مضائقہ نہیں پاتا تم میں سے جو شخص اپنے کسی بھائی کو فائدہ پہنچا سکتا ہے وہ ضرور پہنچائے۔

تفسیر ضیاء القرآن میں جھاڑ پھونک کے متعلق عقیدے کی وضاحت

کثیر التعداد احادیث میں سے صرف چند احادیث نقل کی گئی ہیں طالب حق کے لیے اس میں کفایت ہے۔

ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ ہر چیز اس وقت نفع پہنچاتی ہے جب اذنِ الٰہی سے ہو اس کے علاوہ کوئی چیز بھی اثر نہیں کرتی۔ اگر جڑی بوٹیاں، گولیاں، شربت اذنِ الٰہی سے صحت وعافیت کا سبب بن جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ، آیات قرآنی اور فرمودات اذنِ الٰہی سے کیوں مؤثر نہیں ہو سکتے۔

آخر میں ایک بات کی طرف اشارہ ضروری سمجھتا ہوں کہ کیا دم اور تعویذ پر نذرانہ وصول کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اس کے لیے حضرت ابو سعید خدری کی اس روایت سے استدلال کافی ہے جو امام بخاری، امام مسلم، ترمذی اور دیگر کتب احادیث میں منقول ہے اس کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے:

حضور ﷺ نے ایک مہم پر اپنے چند صحابہ جن میں حضرت ابو سعید خدری بھی تھے ان کا گزر ایک بستی سے ہوا جہاں ایک عرب قبیلہ سکونت پذیر تھا انہوں نے اس قبیلہ سے اپنے لیے کھانے کا مطالبہ کیا۔ لیکن انہوں نے انہیں کوئی چیز دینے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ مسلمانوں نے بغیر کچھ کھائے رات بسر کی اسی اثناء میں قبیلہ کے سردار کو کسی زہریلے بچھو نے ڈنگ مار دیا۔ جب اس کی تکلیف حد سے زیادہ بڑھی تو وہ لوگ مسلمانوں کے پاس آئے اور کہا کہ ہمارے سردار کو بچھو نے کاٹا ہے وہ تکلیف سے تلملا رہا ہے اگر تم لوگوں کے پاس کوئی دوا ہو یا دم کر سکتا ہو تو وہ آکر اسے دم کرے۔ حضرت ابو سعید خدریؓ نے کہا کہ ہمارے پاس اس کا علاج تو ہے لیکن تم نے بڑی بے مروتی کا سلوک کیا ہے ہمیں کھانا تک نہیں دیا اس لیے جب تک تم ہمیں کچھ معاوضہ دینا طے نہ کر لو اس وقت تک ہم اس کا علاج نہیں کریں گے۔ انہوں نے وعدہ کیا کہ اگر ہمارے سردار کو آرام آ گیا تو ہم تمہیں بکریوں کا ایک ریوڑ دیں گے۔ حضرت ابو سعید گئے اور سورۃ فاتحہ پڑھنے کے بعد اپنا لعاب دہن اس پر ملا درد زائل ہو گیا اور ان کا سردار بالکل تندرست ہو گیا قبیلہ والوں نے وعدے کے مطابق ریوڑ جس میں تیس بکریاں تھیں مسلمانوں کو دیا جب حضرت ابو سعید مسلمانوں کے پاس واپس آئے تو انہوں نے فیصلہ کیا کہ جب تک حضور ﷺ سے مسئلہ دریافت نہ کر لیں اس وقت تک ہمیں یہ بکریاں استعمال میں نہیں لانا چاہئے جب مہم سے فارغ ہوئے تو یہ حضرات مدینہ طیبہ واپس پہنچے اور سارا قصہ عرضِ خدمت کر دیا حضور ﷺ نے مسکراتے ہوئے فرمایا تمہیں یہ کس طرح پتہ چلا کہ یہ سورت پڑھ کر دم کیا جاتا ہے بکریاں لے لو اور اس میں سے میرا حصہ بھی نکالو۔

پیر کرم شاہ لکھتے ہیں کہ اس روایت کے بعد اس مسئلہ پر مزید بحث کی گنجائش ہی نہیں رہتی۔[64]

ضیاء القرآن کی فنی خوبیاں

مفسر قرآن ضیاء الامت پیر کرم شاہ الازہریؒ کی ۲۰ سالہ محنت کے نتیجہ میں لکھی جانے والی اس تفسیر قرآن کے بحر ذخائر میں ہر قسم کا ذوق رکھنے والے قاری کے لیے تسکین کا وافر سامان موجود ہے۔ نحوی تراکیب کے سلسلے میں ہر جلد میں مختلف مقامات پر انتہائی علمی انداز میں بحث کی گئی ہے لغوی تحقیق کے حوالے سے ۱۳۰۰ کے لگ بھگ الفاظ کی فہرست مختلف جلدوں کے ساتھ منسلک ہے علاوہ ازیں توحید ربانی، تعظیم رسول مقبول ﷺ کے بارے تفصیلی دلائل کے ساتھ اسلام کے اخلاقی، معاشرتی، معاشی اور سیاسی پہلوؤں پر فکر انگیز، مباحث دعوت فکر دے رہے ہیں، تحقیق کا ذوق رکھنے والے قاری کے لیے تفسیر ضیاء القرآن کا صفحہ صفحہ شیرینی وچاشنی کے ہزار جلوے سمیٹے ہوئے ہے۔

حافظ احمد بخش ضیاء القرآن اشاعتی مراحل کے خصائص بیان کرتے ہیں کہ:

پہلے آپ متعلقہ آیات کی تفسیر مشہور عربی تفاسیر کی کتابوں میں ملاحظہ فرماتے۔ معاصر اردو تفاسیر کا مطالعہ فرماتے جب ترجمہ اور تفسیر کے بارے دل مطمئن ہو جاتا آپ پہلے ترجمہ رقم فرماتے پھر راجح اقوال کی روشنی میں مفاہیم کی تشریح فرماتے۔ آپ کے اپنے ہاتھ سے لکھے ہوئے مسودہ کا رسم الخط اس بات کا غماز ہوتا تھا کہ متعلقہ آیات کی تشریح لکھتے ہوئے آپ کا قلم انتہائی سبک رفتاری سے صفحہ قرطاس پر محو خرام رہا ہے۔ جب طبیعت کے مطابق کام مکمل ہو جاتا تو آپ اپنے معاون دوست کو بلا لیتے اور پورا مسودہ از سر نو املا کرواتے۔ لکھاتے وقت رف مسودہ کی مختصر عبارت آپ کے سامنے ہوتی کبھی چند بنیادی نکات لکھے ہوتے جب آپ لکھانے کے عمل سے گذرتے تو طبیعت پر ایسا روحانی کیف طاری ہوتا کہ کئی کئی صفحے آپ زبانی املا کروا دیتے لیکن کیا مجال کہ کسی جگہ ایک جملہ بھی بے ربط آیا ہو یا کلام میں انقطاع کی کیفیت طاری ہوئی ہو۔[65]

تفسیر ضیاء القرآن کے اشاعتی مراحل

تفسیر ضیاء القرآن کی اشاعت اور اس کے کام کی ترتیب کے حوالے سے پروفیسر حافظ احمد بخش اپنی کتاب جمال کرم میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

پہلے دس پاروں کی تفسیر کا کام آپ نے دو ماہ کم پانچ سالوں میں مکمل فرمالیا۔ اس سلسلے میں دس پاروں پر مشتمل جلد اول مطبوعہ چوہدری غلام رسول اینڈ سنز کے مقدمہ میں مرقوم آپ کے الفاظ بطور استشہاد ملاحظہ ہوں:

"متوکلا علی اللہ العظیم یہ نحیف وناتواں راہرو جس منزل کی طرف یکم رمضان المبارک ۱۳۷۹ھ بروز شنبہ ۲۹ فروری ۱۹۶۰ء جادو پیما ہوا تھا۔ آج بفضلہ تعالیٰ اس کٹھن اور طویل راہگزر کا ایک طویل حصہ طے ہوا چاہتا ہے۔ رات کا ایک بج چکا ہے۔ ابھی ابھی ۱۹۶۴ء ختم ہوا ہے اور مطلع حیات پر ۱۹۶۵ء کا ظہور ہوا ہے، وقت کی برق رفتاری انسان اور اس کی زندگی کی بے ثباتی کو عیاں کر رہی ہے، لیکن وہ لمحے جو اس کی یاد اور اس کے ذکر میں گذرتے ہیں اور وہ راتیں جو اس کی مقدس کتاب کی خدمت میں کٹتی ہیں

اور جو ساعتیں اس کے محبوب مکرم ﷺ کی ثناء گستری کی نذر ہو جاتی ہیں وہ فنا نہیں ہوتیں وہ ابدی اور سرمدی ہیں وہی حاصل حیات ہیں اور وہی مقصد زیست ہیں۔ اوقات ہماں بود کہ بایار بسر شد [66]

دس پاروں کی پہلی جلد ۱۹۶۵ء میں شائع ہوئی جب کہ دوسرے دس پاروں کی ۱۹۷۰ء میں، اس سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ پہلے بیس پاروں کا کام انتہائی سرعت کے ساتھ مکمل ہوا۔ آخری دس پاروں پر جب کام شروع ہوا تو ایک طرف مصروفیات میں اضافہ ہو گیا تو دوسری طرف قرآن کریم کے اسرار ورموز بیان کرتے ہوئے آپ کے بحرِ علم وحکمت سے ابھرنے والی موجوں نے نئے سے نئے رنگ اختیار کیے اس بدلتی ہوئی صورتحال کے پیش نظر آخری دس پاروں پر تقریباً ۹ سال صرف ہوئے۔ مواد کے اعتبار سے صفحات کی ترتیب یہ ہے:

سورۃ عنکبوت تک پہلے بیس پاروں کے کل صفحات ۱۹۶۵، سورۃ روم سے آخر تک دس پاروں کے کل صفحات ۱۶۱۲

اس لحاظ سے بیس پاروں اور دس پاروں کے تفسیری مواد میں صرف ساڑھے تین سو صفحات کا فرق بنتا ہے۔ [67]

ضیاء القرآن کی طباعت واشاعت کے لیے علامہ عبد الرسول ارشد کی خدمات

جب ضیاء القرآن کا باقاعدہ اشاعت کا فیصلہ ہو گیا تو اب یہ صورت حال پیش آگئی کہ تفسیر کا کام انتہائی اہمیت کا حامل ہے علمی نکات کی جانچ پرکھ اور بالخصوص پروف ریڈنگ کے لیے ایک ایسے عالم دین کی ضرورت محسوس ہوئی جو ایک طرف علوم عربیہ میں مہارت رکھتا ہو تو دوسری طرف دینی اقدار کے حوالہ سے گہری سوچ اور فکر کا مالک ہو، مردم شناس ومرد حق آگاہ حضرت ضیاء الامت کی نظر انتخاب علامہ عبد الرسول ارشد پر پڑی، علّامہ عبد الرسول ارشد صاحب ان دنوں ڈاک خانہ میں سرکاری ملازم تھے اشارہ پاتے ہی

ہمہ آہو دان صحرا سر خود نہادہ بر کف   بامید اینکہ روزے بشکار خواہی آمد

کے مصداق حاضر خدمت ہو گئے اور پیر صاحب کی طرف سے تفویض کردہ ذمہ داریاں ادا کرنے کی حامی بھر لی۔ علامہ صاحب نے جون ۱۹۷۵ء سے ضیاء القرآن پبلی کیشنز میں اپنی خدمات کا آغاز کیا اور ۱۹۸۲ء تک ادارہ سے منسلک رہے۔ اس دوران میں انہوں نے جس محنت، لگن عرق ریزی اور خلوص سے تفسیر ضیاء القرآن کے مسودے کی پروف ریڈنگ کی ذمہ داری نبھائی یہ فقط انہی ہی کا حصہ ہے۔

تفسیر کا کام جو ۱۹۶۰ء کو شروع ہوا تھا، بفضلہ تعالیٰ ۱۹۷۹ء بروز جمعرات مکمل ہوا، اس حوالہ سے یہ مدت ۱۹ سال ۶ ماہ بنتی ہے اس سلسلہ میں جناب ضیاء الامت کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

"اپنے کریم ورحیم وعزیز وحکیم پروردگار پر توکل کرتے ہوئے یہ نحیف وضعیف مسافر جس منزل کی طرف یکم رمضان المبارک ۱۳۷۹ھ روانہ ہوا تھا اپنے کریم وعزیز پروردگار کی توفیق سے آج ۲۹ رمضان ۱۳۹۹ھ اگست ۱۹۷۹ء اس منزل پر اس

ساعت سعید میں پہنچا، جب موذن عصر میں "اشہد ان محمد ارسول اللہ" کا جاں پرور اور جاں افروز اعلان کر رہا ہے میں بھی اعلان کرتا ہوں اشہد ان لا الہ الا اللہ اشہد ان محمد ارسول اللہ۔

الغرض ضیاء القرآن دور حاضر کے تفسیری ورثہ میں بیش بہا اضافہ ہے جس میں انتہائی مفصل اور دلنشین انداز میں قاری کے لیے معلومات باہم پہنچائی گئی ہیں۔ اس مقالے میں اس کے ایک زاویے سے بحث کی گئی ہے، اس کے اور کئی زاویے ہیں جو ابھی تک زیر بحث ہیں اور ان کی مزید تحقیق کے ساتھ قارئین کے لیے اس کی افادیت کو اجاگر کرنے کی ضرورت ہے۔

خاتمہ: تفسیر ضیاء القرآن ایک مفصل اور ممتاز تفسیر ہے جس میں صاحب تفسیر نے ایسے نکات بیان کیے ہیں جن پر دیگر معاصر مفسرین نے اس قدر قلم نہیں اٹھایا اور ایسے نکات بھی ہیں جو جمہور کی آراء سے مکمل موافقت نہیں رکھتے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مفسر ایک خاص مکتب فکر کی ترجمانی کر رہے ہیں، اس لیے اس کی مزید وضاحت کی ضرورت ہے اور مختلف زاویہ سے اس کی تحقیق کی ضرورت ہے۔ زیر نظر مقالہ میں جن اہم نکات پر بحث کی گئی ہے اس کے نتائج درج ذیل ہیں:

- ترجمہ قرآن میں ایسا اچھوتا اسلوب اپنایا گیا ہے کہ بامحاورہ ترجمہ کے ساتھ ساتھ لغوی ترجمہ بھی انہی عربی الفاظ کے نیچے بیان ہوتا ہے اور یہ خاص امتیاز ہے۔
- اردو ترجمے میں فصاحت وبلاغت کا اہتما کیا گیا ہے نیز معاصر مفسرین سے بھرپور استفادہ کرتے ہوئے ان کا ذکر بھی کیا گیا ہے
- عربی لغت سے استفادہ، کے ساتھ ساتھ جامعیت اور دلالتِ لفظ کی رعایت بھی کی گئی ہے۔
- سورت کے ابتداء میں اس کا تعارف اس انداز سے پیش کیا گیا ہے کہ سورت میں موجود مضامین کھل کر سامنے آ جاتے ہیں۔
- یہ تفسیر قدیم اور جدید تفاسیر کا امتزاج ہے اور معاصر علمائے کرام کے حوالہ جات کے ساتھ ساتھ ان پر نقد بھی موجود ہے۔ حالانکہ دیگر معاصر مفسرین ایسے حوالہ جات سے یا تو گریز کرتے ہیں، یا معاصر مفسرین سے استفادہ نہیں کرتے۔
- تفسیر میں سیرت النبی ﷺ کا خصوصی اہتمام کیا گیا ہے اور سیرت کے مضامین بیان کرتے ہوئے عقیدت ومحبت کا کمال نظر آتا ہے۔
- فتنہ انکار سنت اس دور کا ایک بڑا فتنہ ہے جس پر دیگر مفسرین اور علماء نے بھی قلم اٹھایا ہے، جبکہ تفسیر ضیاء القرآن میں بھی منکرین حدیث کو آڑے ہاتھوں لیا گیا ہے۔
- جھاڑ پھونک سے متعلق دیگر مفسرین نے کوئی لمبی بحثیں نہیں کی ہیں البتہ تفسیر ضیاء القرآن نے اس موضوع پر بھرپور معلومات فراہم کی ہیں اور صاحب تفسیر نے اپنے عقیدے کی وضاحت بھی کی ہے جو دور حاضر کا اہم موضوع ہے۔

- تفسیر ضیاء القرآن میں اذکارِ مسنونہ اور اوراد کے بارے میں قرآنی وضاحتیں بیان کی ہیں اور احادیث سے ان کے ثبوت بھی فراہم کیے ہیں۔
- صاحب تفسیر نے احادیث کا بیش بہا خزانہ اپنی تفسیر میں جمع کیا ہے، اور ان احادیث کی وضاحت قرآنی آیات کے ساتھ اس طرح کی ہے کہ اس سے ایک طالب علم اور استاد بیک وقت مستفید ہوتے ہیں۔
- اس تفسیر میں صاحب تفسیر نے اردو فصاحب وبلاغت کا بہترین معیار فراہم کیا ہے شاید ہی اردو فصاحت وبلاغت کے لحاظ سے کوئی اور تفسیر اس کے ہم پلہ ہو۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ محققین وباحثین اس تفسیر میں موجود نوادرات واہم نکات تلاش کریں اور قارئین، بطور خاص قرآن و تفسیر کے طلبہ کے لیے مزید رہنمائی فراہم کریں، نیز مذکورہ تفسیر میں کئی مقامات پر ایسے قابل توجہ نکات بھی ہیں جن کی مزید وضاحت ضروری ہے اور ایسے نکات بھی ہیں جو جمہور کی رائے کے خلاف ہیں اور ان کی تحقیق کی ضرورت ہے ۔اس لحاظ سے اس تفسیر پر مزید کام ہونے کی ضرورت تاحال باقی ہے۔

حواشی

1- جمال کرم پروفیسر حافظ احمد بخش: 1/ 165، ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور۔
2- ایضاً: 1/ 174۔
3- ایضاً: 1/ 328۔
4- ایضاً: 1/ 696۔
5- ایضاً: 1/ 246۔
6- ایضاً: 3/ 749۔
7- پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ، مقدمہ ضیاء القرآن: 1/ 10، ضیا القرآن پبلی کیشنز لاہور، ۱۳۹۹ھ۔
8- ایضاً: 1/ 9۔
9- ایضاً: 1/ 9۔
10- ایضاً: 1/ 10۔
11- ایضاً: 1/ 12۔
12- ایضاً: 1/ 11۔
13- ایضاً۔
14- ایضاً: 1/ 10۔

15- سورۃ النساء:116۔

16- سورۃ التوبۃ:38۔

17- سورۃ النمل:20۔

18- سورۃ الفتح:28۔

19- سورۃ الضحیٰ:6- 7۔

20- ضیاء القرآن:1/12۔

21- ایضاً:1/11۔

22- خطاب جبین ہوٹل کراچی، بحوالہ جمالِ کرم،2/23۔

23- سورۃ الحجرات:7۔

24- ضیاء القرآن:4/586۔

25- سورۃ الفتح:2۔

26- سورۃ الشعراء:14۔

27- ضیاء القرآن:4/531۔

28- دیکھیے: علامہ محمد سعید الازہری، ضیائے حرم "ضیاء الامت نمبر: ضیاء القرآن کے ترجمے کی خصوصیات ص:72 ---۔

29- ضیاء القرآن:1/11۔

30- سورۃ البقرۃ:2۔

31- سورۃ النور:1۔

32- سورۃ البقرۃ:70۔

33- سورۃ الکوثر:1۔

34- سورۃ الصافات:12۔

35- ضیاء الامت، مضمون تجلیات، ص:۲۹۳۔

36- ضیاء القرآن:1/203۔

37- البغوی، شرح السنہ، باب قول اللہ عزوجل:15/129۔

38- القرطبی، **الجامع لأحکام القرآن:7** /272۔

39- سورۃ النساء:105۔

40- ضیاء القرآن:1/۳۸۶۔

41- سورۃ النساء:107۔

42- ضیاء القرآن:1/387۔
43- ضیاء القرآن:5/387
44- سورۃ الفتح:1- 2۔

45- سورۃ طہٰ:2۔
46- سورۃ الانبیاء:107۔
47- سورۃ الضحیٰ:7۔
48- سورۃ الکوثر:1۔
49- سورۃ النجم:1۔
50- سورۃ بنی اسرائیل:1۔
51- سورۃ النجم:27۔
52- ضیاء القرآن:5/10-11۔
53- سورۃ الرعد:27۔
54- ضیاء القرآن:2/572-573۔
55- ضیاء القرآن:1/223۔
56- جمال کرم:2/30۔
57- ضیاء القرآن:۱/۲۰-۲۱۔
58- ایضاً:۱/219۔
59- المستدرک للحاکم، باب الدعاء والتکبیر:۱/۶۸۵۔
60- ضیاء القرآن:۳/۱۸۳۔۱۸۴۔
61- سنن ترمذی:۳/۴۶۴۔
62- سنن ابن ماجہ، بَابُ مَا عَوَّذَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَا عُوِّذَ بِهِ:۲/۱۱۶۲۔
63- ایضاً:2/۱۱۶۴۔
64- ضیاء القرآن:۵/ ۷۲۵-۷۲۷۔
65- جمال کرم:۲/۸۔
66- ایضاً۔
67- ایضاً:2/22